احمدی نوجوانوں کے لئے
ماھنامہ
خالد
ربوہ
اس شمارے کی جھلکیاں
سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر دو خصوصی مقالے
رسول کریمؐ اور قیام شریعت
از مکرم عبدالسمیع خان صاحب صفحہ نمبر 3
انسانی حقوق کا علمبردار
از مکرم عظمت شہزاد صاحب صفحہ نمبر 13
جاپان کا ہوائی اڈا صفحہ نمبر 7
مچھلی کا استعمال اور دل کی بیماریاں کم کریں صفحہ نمبر 11
چاند ستارے انشاء کے صفحہ نمبر 22
موسم سرما کے پھل صفحہ نمبر 23
تاریخ کا ایک گمشدہ ورق
محمود مجیب اصغر صاحب صفحہ نمبر 26
کافرستان کی سیر صفحہ نمبر 30
اور سپورٹس کالم میں کرکٹ کے
دلچسپ واقعات صفحہ نمبر 35
ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز
جنوری 1992ء
قارئین "خالد" کو نیا سال مبارک

قارئین خالد کو نیا سال مبارک ہو

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

HAPPY NEW YEAR

CALENDER 1992

JAN APR JUL	FEB AUG	MAR NOV	MAY	1992					JUN	SEP DEC	OCT
WED	SAT	SUN	FRI	1	8	15	22	29	MON	TUE	THU
THU	SUN	MON	SAT	2	9	16	23	30	TUE	WED	FRI
FRI	MON	TUE	SUN	3	10	17	24	31	WED	THU	SAT
SAT	TUE	WED	MON	4	11	18	25	*	THU	FRI	SUN
SUN	WED	THU	TUE	5	12	19	26	*	FRI	SAT	MON
MON	THU	FRI	WED	6	13	20	27	*	SAT	SUN	TUE
TUE	FRI	SAT	THU	7	14	21	28	*	SUN	MON	WED

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

اداریہ

نیا سال مبارک ہو

دیکھتے ہی دیکھتے ایک برس اور بیت گیا۔ وقت کا پنچھی انتہائی سرعت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ گزرا ہوا سال ہمیں کیا دے گیا اور ہم سے کیا لے کر گیا۔

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنے والے لوگ اور پھر ایسی قوم کے لوگ جو کہ ایک الٰہی سلسلہ کی طرف منسوب ہوتے ہوں وہ پیچھے مڑ کر دیکھا نہیں کرتے یا یوں کہہ لیجئے کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھتے تو ہیں لیکن رکتے نہیں۔ وہ ماضی کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں کہ مستقبل کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کو کس طرح اور تیز کیا جائے۔ وہ ماضی کی غلطیوں کو اس لئے نوٹ کرتے ہیں کہ وہ آئندہ نہ ہونے پائیں۔ وہ ماضی کی طرف آنکھ اٹھا کر اس لئے دیکھ لیتے ہیں کہ ہم نے کیا کھویا ہے تاکہ اس کو پاسکیں۔

ہمیں بحیثیت مجموعی اور انفرادی طور پر جائزہ لینا ہوگا کہ ہم نے اس گزرے ہوئے برس میں کیا کچھ کیا ہے۔ کیا کیا نیک ارادے اور تمنائیں لے کر اٹھے تھے اور کس حد تک اس میں کامیابی ہوئی ہے اور اس نئے سال کے لئے ایک نیا عزم اور نیا ارادہ لے کر اس سفر کا آغاز کریں۔ اپنے ان عزائم اور ارادوں اور عمل کے اس سفر میں اس عزم کو اولیت دیں کہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح کی ہر آواز پر لبیک کہنا ہوگا۔

اس کے قدم کے ساتھ ساتھ قدم ملا کر چلنا ہوگا اور تیز تیز چلنا ہوگا۔ الٰہی مشیت کے مطابق دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں اور خلیفۃ المسیح کی آواز ہمیں مخاطب ہے کہ

ساتھیو میرے ساتھ ساتھ رہو
قربتوں کا لئے پیام چلو
تم اٹھے ہو تو لاکھ اجالے اٹھے
تم چلے ہو تو برق گام چلو

لہٰذا ہمیں ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر اپنے اس سفر کا آغاز کرنا ہوگا لیکن ٹھہریں .... اتنے لمبے سفر اور اتنے تیز سفر کا ارادہ کیا ہے تو کچھ ساتھ تو لیتے چلیں۔ صرف "سر پر خیال یار کی چادر ہی لے چلیں" سے کام نہیں چلے گا۔ اس امیدوں اور عزائم والے نیک سفر کے لئے "کچھ زاد راہ لے لو" اور یہ زاد راہ ہے تقویٰ، صداقت، دیانتداری، نیک نیتی، حسن عمل، استقلال، وسعت حوصلہ، نرم اور پاک زبان کا استعمال، عزم وہمت، دوسروں کی تکلیف کا احساس، اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ ان کی اصل الاصول ہے دعا .... دعا خود بھی کریں اور اس "غلام مسیح الزماں" سے بھی دعا کی درخواست کرتے رہا کریں کیونکہ اس پیارے کی دعائیں عرش پر قبولیت کا شرف پاتی ہیں۔ اس "ابن مریم" کی دعائیں تو ایسی ہیں کہ

"اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی"

ہماری طرف سے تمام قارئین کو نئے سال کی مبارک باد کا ہدیہ اس دعا کے ساتھ قبول ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سارے نیک ارادے پورے کرے۔ خلافت کے ساتھ آپ کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے اور خدا کرے کہ ہم خلیفۃ المسیح کی اس طرح پیروی کرنے والے بن جائیں جس طرح نبض کی رفتار تنفس کی پیروی کرتی ہے .... "ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد"

(خاکسار آپکا سید مبشر احمد ایاز مدیر "خالد")

کلام الامام .... امام الکلام

"اے تمام لوگو! سن لو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلادے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھیگا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن"۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یادرکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرینگے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیگا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان، اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھوں سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 64-65)

جلد 39 | شمارہ 3 | قیمت 4 روپے | سالانہ 40

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

رسول کریمؐ اور قیام شریعت

سنت محمدیؐ کی لطافتیں اور رعنائیاں

ایک کو دیکھو اور دوسرے کو پہچانو

(تحریر مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

عملی دنیا میں اس قول کے سب سے بڑے مصداق قرآن کریم اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہر ایک وجود دوسرے کے لئے شفاف اور مصفّٰی آئینہ ہے جس میں وہ پوری شوکت اور تابناکی کے ساتھ نظر آتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نے کیا ہی دلکش انداز میں تحریر کیا ہے "قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو موتی ہیں جو ایک ہی سیپ سے توام نکلے ہیں" (تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 228)

یہی وہ مضمون ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس طرح بیان فرمایا۔ ہے کان خلقه القرآن (مسند احمد جلد 6 صفحہ 91)

آپ کے اخلاق تو مجسم قرآن ہیں۔

یہ ایک ایسی صداقت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید معاندین کو بھی تسلیم ہے۔

انگلستان کے مستشرق اور مشہور مؤرخ سر ولیم میور (1836۔ 1918ء) لکھتے ہیں "محمد کی سیرت اور ان کا کردار معلوم کرنے کے لئے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف نظر آجاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدائی مسلمانوں میں یہ بات ضرب المثل کے طور پر مشہور تھی کہ آپؐ کی سیرت قرآن ہے"۔ (لائف آف محمد۔ انٹروڈکشن صفحہ 28۔ بحوالہ اردو نثر میں سیرت رسولؐ صفحہ 45)

سنت نبویؐ

اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی فقط تلاوت آیات یا بیان شریعت نہیں تھا بلکہ قیام شریعت بھی تھا یعنی قرآن کو عمل کی دنیا میں ڈھال کر ایک عظیم اسوہ حسنہ کی تشکیل تھا جس پر عمل کر کے نوع انسانی فلاح حاصل کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فعلی روش جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ رہے گی سنت محمدیؐ کہلاتی ہے۔ یہ اول و آخر قرآن کے گرد گھومتی ہے اور ایک نقطہ سے پھیل کر ساری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور

تھے اور آپؐ نے اس فرض کو کمال احسن رنگ میں پورا کر دکھایا۔

رسول کریمؐ نے تاریخ کے دھارے بدل دیئے اور کل عالم پر ایسے گہرے اثرات ڈالے ہیں جو قیامت تک انمٹ بلکہ روشن تر ہونے والے ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مغربی مفکر "جی ایل بیری" تحریر کرتے ہیں "محمد کو بطور پیغمبر سامنے رکھتے ہوئے ہمیں تاریخ ساز محمدؐ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ محمد کی سیرت اور احادیث تھیں جنہوں نے اسلام کو دنیا کی عظیم تہذیبوں میں ایک تہذیب کی حیثیت دی جس کے بعد دنیا کی کوئی تہذیب اسلامی تہذیب کے اثرات قبول کئے بغیر نہ رہ سکی۔ انسانی تہذیب کی تشکیل میں محمد کا حصہ گراں بہا، ناقابل فراموش اور دائمی ہے"۔ (RELIGIONS OF THE WORLD) بحوالہ اردو ڈائجسٹ اپریل 88ء صفحہ 83)

جامع کمالات

سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انوار در انوار اور نہاں در نہاں حکمتوں کا ایک سلسلہ ہائے کوہ ہے جس کی ہر چوٹی دوسری سے بلند تر ہے۔ اس میں پابندیاں بھی ہیں مگر بے جا نہیں۔ وسعتیں بھی ہیں مگر بے محابا نہیں۔ غیر مبدل دائمی اصول بھی ہیں اور مصلحت زمانہ کے تحت مناسب تبدیلی کے مرحلے بھی ہیں۔ اس میں نووارد اور سادہ دلوں کے لئے اوپری سطحیں بھی ہیں اور مشاق غواصوں کے لئے تہہ در تہہ گہرائیاں بھی ہیں۔ اور یہ تمام امور غیر معمولی حکمتوں کی لڑی میں پروئے ہوئے اور نور فراست سے فیضیاب ہیں اور اپنی جگہ ستاروں کی طرح اس شان سے روشن ہیں کہ کسی ایک کو جنبش دینے سے پوری کائنات درہم برہم ہو سکتی ہے۔ آیئے اس روحانی کہکشاں کے کچھ گوشوں کا قریب سے نظارہ کریں۔

خدائی جلوے

شریعت کی بنیاد توحید باری تعالیٰ ہے جس کے قیام کا ذریعہ رسالت ہے۔ یہ حقیقت کلمہ طیبہ میں بیان فرمائی گئی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت کا مدار اور مرکز یہی اصل الاصول ہے۔ آپؐ کے افعال بنیادی صداقتوں سے براہ راست متعلق ہوں یا فروعات سے وابستہ ہوں ان سب کا رخ بالآخر توحید کی طرف نظر آتا ہے۔ سچے خدا کو پانے کی جدوجہد اور انسان کو اس کے قریب کرنے کی بے پناہ تڑپ ہے جو آپؐ کی زندگی کے ذرے ذرے میں پائی جاتی ہے اور یہ سارا عمل خدا تعالیٰ کی براہ راست راہنمائی اور ہدایت سے اس طرح معمور ہے کہ ان میں خدائی کے جلوے نظر آتے ہیں جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں "ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں، حرکات میں، سکنات میں، اقوال میں، افعال میں روح القدس کے چمکتے

ہوئے انوار نظر آتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 116)

خدائی کے یہ انوار کسی ایک قوم یا نسل یا زمانہ تک محدود نہیں کل عالم اور کل زمانوں کے لئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے ہندوستان کی مشہور مذہبی اور سیاسی لیڈر مسز اینی بیسنٹ (1847۔1937ء) لکھتی ہیں "یہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ایک اسوہ حسنہ یا عمدہ نمونہ ہے"۔ (روزنامہ سیاست 6 ستمبر صفحہ 24 بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول جلد 2 صفحہ 55)

بنیادی اصول

شریعت کے اصول نہایت سادہ اور محکم ہیں۔ ایمانیات کے بعد عملی حصہ کی بنیاد چار امور پر ہے جو بظاہر تو حقوق اللہ کہلاتے ہیں لیکن درحقیقت حقوق العباد کا بھی لائحہ عمل ہیں کیونکہ سچی عبادت بنی نوع انسان کی سچی محبت پر منتج ہوتی ہے اور محبت الہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا لزوم عطا کیا ہے کہ ان کے درمیان جدائی کا تصور بھی ممکن نہیں۔

ایک شخص کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے پانچ نمازیں، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج فرض قرار دیئے ہیں تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں نہ ان پر کوئی زیادتی کروں گا اور نہ ہی کمی۔ حضورؐ نے فرمایا "اگر یہ شخص اپنے قول میں سچا ہے تو یہ ضرور جنتی ہے۔ (بخاری کتاب العلم باب القراۃ والعرض)

یہ دین العجائز یعنی شریعت کا ایک جامع و مانع سادہ سا نقشہ ہے جو پرخلوص مگر سادہ دلوں کے لئے ہے اور اس میں ہر فرد کی قابلیتوں اور ظرف کے مطابق وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس طرح بڑی سکرین پر تصویر کے خد و خال زیادہ روشن ہوتے چلے جاتے ہیں اور جزئیات زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں اور کسی انسان پر کوئی وقت ایسا نہیں آتا جب اسے قرآن و سنت میں راہنمائی کا سامان نہ ملتا ہو۔

اس پہلو سے ان بنیادی امور میں سنت کے خد و خال کا مختصر تذکرہ بھی بڑے بڑے دفتر چاہتا ہے۔ یہاں مثال کے طور پر صرف نماز کے متعلق نسبتاً تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔

قیام نماز

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نماز قائم فرمائی۔ قرآن کریم میں نماز کا طریقہ اور دیگر تفصیلات تحریر نہیں مگر سنت رسول میں اس کی باریک ترین جزئیات بھی موجود ہیں۔ آپؐ نے صحابہ کے سامنے نماز پڑھی اور تمام امور عملی طور پر کھول کر دکھا دیئے اور پھر صحابہ کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ کچھ نوجوان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریباً بیس دن حضور کے زیر تربیت

رہے۔ جب واپس جانے لگے تو حضور نے انہیں کچھ الوداعی نصائح فرمائیں جن میں یہ ہدایت بھی تھی صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ أُصَلِّی (بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبھائم)

جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز ادا کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگر کوئی شخص اس سنت کی تعمیل میں کوتاہی کرتا تو حضورؐ خود اس کی اصلاح فرماتے تھے۔ ایک شخص نے حضورؐ کی موجودگی میں نماز ادا کی اور پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے فرمایا واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے صحیح نماز ادا نہیں کی۔ اس نے جا کر پھر نماز پڑھی مگر حضورؐ نے پھر واپس بھیج دیا۔ دو تین دفعہ ایسا ہوا تو اس نے عرض کی حضور خود مجھے نماز پڑھنا سکھائیں۔ اس پر حضورؐ نے اسے نماز کی ادائیگی کا طریقہ سکھایا۔ (بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراۃ للامام)

سنت کی اشاعت

حضورؐ نے صحابہ کو یہ تلقین بھی فرمائی تھی اِرْجِعُوْا اِلٰی اَھْلِیْکُمْ فَعَلِّمُوْھُمْ ۔ اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ اور جو کچھ مجھ سے سیکھا ہے انہیں بھی سکھاؤ۔ یہ نصیحت ان سے خاص نہیں تھی۔ تمام صحابہ اور ان کے بعد آنے والی نسلوں کو بھی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ (بخاری کتاب العلم باب رب مبلغ اوعی من سامع) جو آدمی یہاں حاضر ہیں وہ میری تعلیم ان لوگوں تک پہنچادیں جو آج یہاں موجود نہیں ہیں۔

چنانچہ صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اشاعت کے لئے مستعد اور بے قرار رہتے تھے۔ صحابہ کے جس وفد کا ذکر گزرا ہے اس میں حضرت مالک بن الحویرثؓ بھی شامل تھے۔ انہوں نے بعد میں آنے والی نسلوں کو وہ نماز سکھائی جو حضورؐ سے سیکھی تھی۔

حضرت ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن الحویرثؓ بصرہ میں ہماری مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں اور میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے حضورؐ کو کیسے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ (بخاری کتاب الاذان باب من صلّی بالناس)

باعث فخر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اس طرح تعمیل کرنا کہ سرمو کوئی فرق باقی نہ رہ جائے کوئی معمولی بات نہیں سب سے بڑا اور بہت بلند مقام ہے جو ہر ایک کے دائرہ استعداد سے باہر ہے مگر صحابہ اس مقام کے قریب تر پہنچنے کے لئے کوشاں رہتے اور دیکھنے والے اس کی گواہی دیتے تھے۔

حضرت عمران بن حصینؓ نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو اپنے ساتھی سے فرمایا کہ انہوں نے تو ہمیں رسول کریم صلی اللہ

(بقیہ صفحہ 39 پر)

جاپان کا ایک ہوائی اڈہ

جدید طرز تعمیر کا شاہکار

جاپان بنیادی طور پر جزیروں پر مشتمل ملک ہے، چنانچہ اس کے پاس جگہ کی کمی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور چونکہ ہوائی اڈوں کے لئے خاصی وسیع جگہ درکار ہوتی ہے اس لئے جاپان جیسے ملک کے لئے یہ واقعی پیچیدہ صورت حال بنتی جارہی تھی۔ ماہرین سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے طویل غور و حوض کے بعد اس مسئلے کا حل تجویز کیا کہ طیاروں کے اترنے اور پرواز کرنے کا انتظام آبادی سے دور سمندر میں کر دیا جائے اور اس غرض سے سمندر میں ایک مصنوعی جزیرہ تعمیر کر کے وہاں اڈہ بنا دیا جائے....!

یہ تجویز حکومت کو پسند آئی، چنانچہ سمندر میں مصنوعی جزیرے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

اگر آپ جاپان کے شہر آنزومیسانو کے پرنسٹن ہوٹل کے دریچوں سے جھانکیں تو آپ کو ایک پل سا شہر سے سمندر میں ایک جزیرے کی طرف جاتا نظر آئے گا۔ یہی پل اس مصنوعی جزیرے کو جانے والا راستہ ہے جو خلیج اوساکا کے پانیوں میں تعمیر کیا جارہا ہے۔ اس جزیرے پر بننے والے ہوائی اڈے کو "آئی لینڈ ائر پورٹ" یا "جزیرہ ہوائی اڈہ" کا نام دیا گیا ہے۔

خلیج اوساکا کے جنوب مشرقی حصہ میں تقریباً تین میل کے فاصلے پر انجینئرنگ کا یہ شاہکار تعمیر ہو رہا ہے جو 1994ء میں تکمیل کو پہنچے گا۔ اس جزیرے کا طول ڈھائی میل اور چوڑائی تین چوتھائی میل یا چھ فرلانگ ہے اور کل رقبہ تقریباً 1263 ایکڑ ہے۔ اس جزیرے پر بین الاقوامی اڈہ "کنسائی" زیر تعمیر ہے۔ اس ہوائی اڈے سے سالانہ تین کروڑ مسافر سفر کریں گے۔ جزیرے پر بازار اور ہوٹل بھی ہوں گے اور اس سے ایک اور کام یہ لیا جائے گا کہ اس پر سمندری پانی صاف کرنے کا کارخانہ لگایا جائے گا۔ اس طرح ایک پنتھ دو کاج ہو جائیں گے۔ اس جزیرے کی تعمیر پر تقریباً دس ارب ڈالر لاگت آئے گی جس کے بارے میں خیال ہے کہ یہ رود بار انگلستان میں انگلستان اور فرانس کے درمیان زیر زمین راستے کی تعمیر میں آنے والی لاگت سے بھی زیادہ ہے۔

یہ مصنوعی جزیرہ اس علاقے کا مرکز ہے جس میں اوساکا، کوبے اور واکامایا کے شہر شامل ہیں۔

اس جزیرے سے ان تینوں شہروں کو آمد و رفت ممکن ہوگی۔ کوبے کو جانے کے لئے آپ کشتیوں میں سفر کر سکیں گے جب کہ اوساکا اور وایاکایا جانے کے نئے ریل گاڑیاں اور بسیں، کاریں استعمال کر سکیں گے۔ یہ پل جس کا ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے دو منزلہ ہوگا۔ اوپری منزل میں بسیں، موٹر گاڑیاں دوڑیں گی جب کہ نچلی منزل میں ریل گاڑیاں رواں دواں ہوں گی۔ آپ ایک گھنٹے سے بھی کم اس جزیرے سے اوساکا تک پہنچ سکیں گے۔

اس آبی ہوائی اڈے کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ جگہ کی تنگی کا مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ دوسرے گنجان آباد شہروں میں ان طیاروں کی مستقل آمد و رفت کے شور شرابے، غل غپاڑے سے ان شہروں کے باشندے عاجز ہیں، انہیں سکون حاصل ہو سکے گا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جاپان میں رات کے پر سکون لمحات میں بھاری بھر کم جمبو جہازوں کے شور شرابے کی وجہ سے رات میں ان کی آمد و رفت پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اب ہوا بازوں کو اس پابندی سے نجات مل جائے گی اور 24 گھنٹے پروازیں ممکن ہوں گی۔

اس جزیرہ ہوائی اڈے پر اگرچہ صرف ایک اڑان سڑک (رن وے) ہوگی لیکن یہ اس قدر "سخت جان" ہوگی کہ سالانہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار پروازوں کی آمد و روانگی کا بار اٹھا سکے گی۔

اس عظیم الشان منصوبے سے جہاں کچھ مسائل حل ہوں گے وہاں کچھ تکنیکی مسائل بھی پیدا ہوں گے۔ ان کے حل کے لئے کام ہو رہا ہے اور عملی طور پر بہت سی کامیابیاں حاصل کر لی گئیں ہیں۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ صرف دو سال کے عرصہ میں اس جزیرے کی کنکریٹ کا چار دیواری مکمل کر لی گئی اور اس میں پانی 59 فٹ کی گہرائی پر تھا۔ اب اس حاشیئے کے اندر چٹانوں اور مٹی سے بھرائی شروع کر دی گئی ہے۔ یہ پتھر اور مٹی قریب ہی واقع تین پہاڑوں کو توڑ کر لائے جا رہے ہیں۔ جب یہ کام مکمل ہوگا تو اندازہ ہے کہ دو سو بیس ملین (22 کروڑ) مکعب گز مٹی اس حاشیئے کو پوری طرح بھرنے میں استعمال کی جا چکی ہوگی۔ یوں جزیرے کا بنیادی کام مکمل ہو جائے گا۔ اس مٹی اور پتھر کی مقدار کا اندازہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہیوسٹن کے خلائی مرکز کے رقبے سے ڈھائی سو گنا رقبہ اس سے بھرا جا سکتا ہے۔

چٹانوں کو توڑ کر بڑے بڑے پتھروں کی شکل میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ پھر ان پتھروں کو ساحل سے جزیرے تک پہنچایا دیا جاتا ہے۔ اب رہ گئے بیچارے "مرحوم" پہاڑ ان کیا بنے گا؟ تو لگے ہاتھوں پہاڑوں کو بھی کھود کھرچ کر ہموار کر کے رہائشی علاقوں اور تفریحی مقامات کی شکل دے دی جائے گی۔ گویا حضرت انسان ایک طرف سمندر سے دوسری طرف پہاڑوں سے کشتی لڑ کر اپنے لئے زمین حاصل کر رہے ہیں اور ان کی یہ "جوع الارض" ختم نہیں ہو رہی۔

اس جزیرے کی سطح ہموار رکھی جائے گی۔

اس کی تعمیر میں بنیادی مسئلہ اس کی "بنیاد" ہی کا تھا۔ چونکہ یہاں سمندر کی تہہ اور سمندر کے پانی سے واسطہ ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ یہاں کی مٹی دراصل زبردست قسم کی کیچڑ ہوگی جس دلدل نما جگہ پر جزیرہ تعمیر کرنا ہے۔ اندازہ ہے کہ سمندر کی تہہ میں 66 فٹ تک پانی بہت زیادہ اور مٹی نسبتاً کم ہے۔ پھر ایک ہزار فٹ تک پانی ہی پانی کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس بہت زیادہ پانی کو نکالنے کے لئے جہاں دوسری کوششیں ہو رہی ہیں وہاں ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے اتنے پانی سے فکر مند ہونے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ ہم جس طرح تعمیر کر رہے ہیں اس سے ہمارے جزیرے کے حاشیئے سے پانی اوپر ہونے والی تعمیرات سے دباؤ پڑ کر خارج ہوتا جائے گا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ مسئلہ بھی ہے کہ جوں جوں پانی نکلے گا اوپر کی تعمیرات بھی اندر بیٹھنے لگیں گی جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ پھر بھی ماہرین پر امید ہیں کہ اس صورت حال سے کوئی بڑا نقصان نہیں ہوگا اور ہم اوپر کی تعمیر سے پہلے ہی سارا پانی نکال دیں گے۔ اس طرح ٹھوس سطح پر تعمیر ممکن ہو سکے گی اور اوپر ہونے والی تعمیرات محفوظ رہیں گی۔ چنانچہ پانی خارج کرنے والی مشینیں بھی لگائی جا رہی ہیں جو اس جزیرے میں موجود پانی کو بے دخل کرنے کا کام انجام دے رہی ہیں۔

فی الحال اس جزیرے کی سطح سمندر سے بلندی 49 فٹ ہے اور تکمیل کے بعد 31 فٹ رہ جائے گی اور 1994ء میں جب یہ جزیرہ بطور آبی ہوائی اڈہ کے فضائی ٹریفک کے لئے کھول دیا جائے گا تو اس جزیرے کی سطح سمندر سے بلندی 18 فٹ رہ جائے گی۔ مزید دس سال بعد جزیرہ سطح سمندر سے صرف تیرہ فٹ بلندی پر رہ جائے گا۔ اس وقت بھی یہ سمندری طوفانوں، سیلابوں کا اچھی طرح مقابلہ کر سکے گا۔

سمندر میں جزیرے کی تعمیر اور اس پر ایک نئی دنیا کی تشکیل انسان کے عزم و ہمت اور اسے پیدا کرنے والے کی عطا کردہ لازوال صلاحیتوں کی حیران کن کہانی ہے۔

باقی آئندہ

مچھلی کا استعمال

تحقیق کی دنیا میں ابھی یہ بات زیر بحث ہے کہ مچھلی کے تیل کے اضافی استعمال کے انسانی دل پر کیا اثرات ہوتے ہیں، لیکن اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مچھلی بطور غذا استعمال کرنے والوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بھی اس کے فوائد سے محروم نہیں جو آخری درجے کے عارضہ قلب میں مبتلا ہوتے ہیں۔

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر آپ ہفتے میں کم از کم دو بار اپنی غذا میں مچھلی شامل کرلیں تو یہ بھی آپ کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ وہ کہتے ہیں یہ طریقہ کار انتہائی ہمت افزا ہے کیونکہ اس عمل کے ذریعہ سے دل کی بیماری سے ہونے والی اموات کو بہت آسانی سے روکا جاسکتا ہے۔ علاوہ اس کے اس میں نہ کچھ خرچ ہے اور نہ غیر ضروری پہلوی اثرات SIDE EFFECTS رونما ہوتے ہیں بلکہ اس کے فوری فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔

انہی حقائق کو سامنے رکھ کر حال ہی میں ایک مطالعاتی مقالہ شائع ہوا تھا جس کو بنیاد بنا کر ویلز میں ایسے دو ہزار مریضوں پر تجربہ کیا گیا جن پر پہلی بار دل کا حملہ ہوا تھا۔ ان میں وہ لوگ جنہیں ہفتے میں دو بار مچھلی کھانے کا مشورہ دیا گیا تھا ان پر دو سال تک عارضہ قلب کا کوئی حملہ نہیں ہوا جب کہ انہی مریضوں میں سے وہ جنہیں مچھلی کھانے کو نہیں کہا گیا تھا بلکہ انہیں صرف پرہیز پر رکھا گیا تھا اور صرف ایسی غذائیں کھانے کو کہا گیا تھا جو چربی سے پاک ہوں یا ایسے اناج جو ریشے والے ہوں، تو انہیں اگلے دو سال کے اندر عارضہ قلب میں دوبارہ مبتلا ہوتے دیکھا گیا۔ ویسے مچھلی کھانے والے مریضوں میں سے بھی کچھ ایسے تھے جو دو سال کے مقررہ عرصے میں دل کے حملے سے دوچار ہوئے لیکن یہ حملے ایسے تھے جو جان لیوا نہیں ثابت ہوئے۔ جب کہ مچھلی نہ کھانے والے اور چربی سے پرہیز کرنے والے اور ریشہ دار اناج کا زیادہ استعمال کرنے والوں پر جو دل کا حملہ ہوا وہ جان لیوا ثابت ہوا۔

الغرض مچھلی استعمال کرنے والے افراد میں اموات کی شرح انتیس فی صد کم ہوگئی جب کہ صرف چربی کے کم استعمال سے کوئی نمایاں فائدہ نظر

نہیں آیا۔ بلکہ جن مریضوں کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ ریشے دار اناج کا استعمال زیادہ کریں ان میں اموات کی شرح بڑھ گئی۔

یہ اس ریسرچ کا حصہ ہے جو کارڈف کے میڈیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایپی ڈیمولوجی یونٹ میں کیا گیا اور ساتھ ہی کارمارتھن کے ویسٹ ویلز اسپتال میں بھی ڈاکٹر بر کی زیر نگرانی ہوا۔ یہ رپورٹ برٹش میڈیکل جرنل کے 30 ستمبر کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ جن ماہرین نے یہ رپورٹ ترتیب دی تھی انہوں نے بعد میں جو نکتہ پیش کیا وہ یہ تھا کہ مذکورہ مطالعہ چربی کے کم استعمال سے رونما ہونے والے اثرات پر صحیح مطالعہ نہیں تھا۔ اس سلسلے کی تمام جانچ پڑتال غلط تھی کیونکہ کہنے کو تو افراد نے چربی کا استعمال کم کیا لیکن دراصل دوسرے زیر نگرانی افراد کے مقابلے میں جن پر مطالعہ کی بنیاد رکھی گئی تھی انہوں نے چربی کے استعمال میں زیادتی کی تھی۔

ہارورڈ میڈیکل اسکول میں بچاؤ کی ادویات کے چیئرمین ڈاکٹر الیگزینڈر لیف ہیں۔ ویلش کے مطالعے کے بعد ڈاکٹر لیف مچھلی کے تیل سے مرتب ہونے والے اثرات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق نتائج بہت ہمت افزا ہیں۔ ان کی رائے میں تجربات کی بنیاد پر ایک ایسی بات کی تصدیق ہوئی جو دو قسم کے افراد کی غذاؤں پر کئے گئے مشاہدات پر مبنی ہے۔ اول ایسے افراد کی غذائیں جنہیں قلب کا کوئی عارضہ نہیں۔ ڈاکٹر لیف کے خیال میں یہ پہلی دریافت ہے۔

سابقہ مطالعے سے معلوم ہوا تھا کہ وہ لوگ جو باقاعدہ مچھلی کھاتے تھے ان میں دل کی بیماری سے مرنے والوں کی تعداد بہت کم تھی اور ان کے مقابلے میں وہ لوگ جو کبھی کبھی مچھلی کھاتے تھے یا بالکل نہیں کھاتے تھے ان میں دل کی بیماری سے مرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ دوسری طرف روغن ماہی سے بھرے ہوئے کیپسول کے استعمال کے متضاد نتائج سامنے آئے ہیں۔ کسی کو اس سے فائدہ ہوا اور کسی پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔

روغن ماہی سے پر کیپسول کے بارے میں ڈاکٹر لیف کہتے ہیں کہ اس کا استعمال عارضہ قلب سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اومیگا 3 کا روغنی ترشہ دل کو بے قاعدہ یا مہلک دھڑکن سے بچاتا ہے اور یہ دل کے پٹھوں تک جانے والی خون کی نالیوں کو تمام رکاوٹوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایسی رکاوٹیں جو خون کی نالی میں جم کر دوران خون روک دیتی ہیں۔

مچھلی کے مستقل استعمال سے چند ہفتوں کے اندر جو فائدے حاصل ہوتے ہیں ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر لیف کہتے ہیں کہ مچھلی کھانا جس طرح مفید ہے اسی طرح مچھلی کا تیل بھی اگر لمبے عرصے تک استعمال کیا جائے تو اس سے ابتدائی دور میں خون کی نالیوں میں جو رکاوٹیں پیدا ہونے لگتی ہیں اور انہیں وہ نقصان پہنچتا ہے جس سے شریانوں کی سختی کی وجہ سے عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس سے تحفظ مل جاتا

بقیہ صفحہ 19 پر

انسانی حقوق کا علمبردار

(مکرم عظمت شہزاد صاحب)

حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ دونوں میں توازن ہو تو ایمان مکمل ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا اپنے حقوق معاف کر دے گا لیکن جس نے کسی بندے کے حقوق تلف کئے ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا جب تک کہ بندہ خود معاف نہ کرے۔ اس لئے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی نہایت ضروری ہے۔

معاشرہ میں حقوق انسانی کو پامال کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے تمام طبقات کے حقوق کو متعین کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے نہ صرف یہ کہ مخلوق خدا کے حقوق ادا کئے، بلکہ "حسن سلوک" فرمایا اور اس سے بھی آگے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے "احسان" اور احسان سے بڑھ کر "ایتاء ذی القربیٰ" کے مقام تک پہنچا دیا۔

لیکن یہ سارا سلسلہ صرف جسمانی ہی نہیں تھا بلکہ آنحضورؐ نے اس کو روحانی کیفیت میں بھی لیا اور بنی نوع انسان کے لئے آپؐ کا دل گداز ہونے لگا۔ انہی انتہاؤں کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین (سورۃ الشعراء آیت 4)

زیر نظر مقالہ میں "آنحضورؐ کی سیرت حقوق العباد کی روشنی میں" نہایت اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ آپؐ نے ساری عمر حقوق العباد کے لئے جدوجہد فرمائی جس کی وجہ سے معاشرہ میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا۔ جس کی مثال تاریخ عالم میں مل ہی نہیں سکتی۔

غیروں سے حسن سلوک

آنحضورؐ کو اپنے صحابہ سے بے پناہ محبت تھی۔ لیکن غیر بھی اس لطف و کرم سے پوری طرح بہرہ ور ہوتے تھے۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور ان کے ساتھ حسن سلوک میں آپؐ نے کبھی کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ ایک بدو آیا اور آپ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا "میرا ذرا سا

کام رہ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں پہلے اس کو کر دیں" آپؐ مسجد سے فوراً باہر نکلے۔ پہلے اس کا کام سرانجام دیا اور پھر نماز پڑھائی۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اب ذرا ایک لمحے کے لئے غور کریں کہ سرکار دو عالمؐ کس قدر ہمدردی کے ساتھ ایک کم عقل بدو کے لئے نماز لیٹ کر دیتے ہیں لیکن اس کی دل شکنی گوارا نہیں کرتے۔ مدینہ کی لونڈیاں خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں کہ حضورؐ فلاں کام ہے۔ آپؐ فوراً جا کر کام کر دیتے۔

مدینہ میں ایک پاگل لونڈی تھی۔ ایک دن حاضر ہوئی۔ آپؐ کے دست مبارک کو تھام لیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا "مدینہ کی جس گلی میں تو چاہے میں جا کر تیرا کام کردوں گا"۔ چنانچہ آپؐ اس کے ساتھ گئے اور اس کا کام کر دیا۔ (مسلم کتاب الاخلاق والآداب)

یہ اس عظیم الشان شہنشاہ کا ادنیٰ ادنیٰ لوگوں سے حسن سلوک تھا۔ جس کی مثال تاریخ عالم میں ناپید ہے۔ معمولی مرتبہ رکھنے والے لوگوں کی بھی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اور ہمارا محبوب آقائے دو جہاں ہے کہ اس کی رحمت ہر ایک کے لئے جوش مارتی ہے۔

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

کفار کے لئے دعائیں

دشمن کے لئے برا چاہنا اور بد دعا کرنا انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ لیکن آنحضورؐ ہمیشہ دشمنوں کے لئے دعائیں ہی کیا کرتے تھے۔ خون کے پیاسوں کے لئے ہدایت کے طالب ہوتے تھے۔ دشمن کی بے انتہا سختیوں سے اکتا کر خباب بن ارتؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ دشمن کے لئے بد دعا کریں۔ حضورؐ سخت ناراض ہوئے۔ اور ایک موقعہ پر ایسی ہی بات سن کر فرمایا "میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں" (مسلم اخلاق النبیؐ)

حضرت طفیل بن عمروؓ یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھنے والے صحابی تھے۔ ان کی تبلیغ کے باوجود ان کا قبیلہ کفر پر مصر رہا۔ آنحضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ ان کے لئے بد دعا کریں۔ آپؐ نے ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اللھم اھد دوسا" اے خدا قبیلہ دوس کو ہدایت دے (بخاری کتاب الدعوات)

قریش مکہ نے آنحضورؐ اور صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں فاقوں پر مجبور کر دیا تھا۔ خدا کا عذاب قحط کی شکل میں آیا۔ ابو سفیان نے آکر دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے بلا عذر فوراً دعا کی اور خدا نے قریش کو قحط سے نجات دے دی۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الدخان)

جنگ احد میں آپؐ کو شہید کرنے کے لئے آپؐ پر تیروں اور پتھروں کی بارش کر دی گئی۔ آپؐ

شدید زخمی ہو گئے لیکن زبان مبارک سے یہی نکلتا تھا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

معرکہ طائف میں دشمنوں کے حملوں سے صحابہ شہید ہو رہے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ بد دعا کیجئے۔ فرمایا "اے خدا ثقیف (اہل طائف) کو اسلام نصیب فرما دے"۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ نے حضور کو گالیاں دیں۔ ابو ہریرہؓ نے بد دعا کی درخواست کی۔ فرمایا "الٰہی! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ گھر گئے تو والدہ مسلمان ہو چکی تھیں۔ (مسلم فضائل ابو ہریرہ)

اور کون نہیں جانتا ہے کہ آپؐ کے جلیل القدر صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ آپؐ کی دعاؤں ہی کا ثمر تھے۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

یہود و نصاریٰ سے حسن سلوک

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے یہود کو مدینہ میں عروج حاصل تھا۔ آپؐ کی آمد سے ان کو اپنی سرداریاں ختم ہوتی نظر آنے لگیں تو وہ آپؐ کے خلاف تدابیر میں مصروف ہو گئے۔ آنحضورؐ یہود کی شرارتوں سے نہ صرف درگزر فرماتے بلکہ ان کی دلجوئی بھی کرتے۔ چنانچہ جن چیزوں میں خاص حکم الٰہی نہ ہوتا اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے۔ یہود دس محرم کو روزہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے بھی لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری کتاب اللباس)

اگر کسی یہودی کا جنازہ گزرتا تو تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ یہودی بیماروں کی بیمار پرسی بھی فرمایا کرتے۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے ایک انصاری کے سامنے حضرت موسیٰؑ کی آنحضورؐ پر فضیلت بیان کی۔ انصاری نے غصہ میں یہودی کے تھپڑ رسید کر دیا۔ آپؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے انبیاء سابقہ پر فضیلت نہ دیا کرو۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ اعراف)

یہودیوں میں سے اسلام کے لئے سب سے بڑھ کر ریشہ دوانیوں میں کھلم کھلا مصروف رہنے والا شخص عبد اللہ بن ابی تھا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھنے والے منافقوں کا سردار جس نے احد میں لشکر اسلام کو شدید نقصان پہنچانے کے لئے اپنے تین سو ساتھی الگ کر لئے تھے۔ دلآزار باتوں سے مسلمانوں کو دکھ دیتا تھا۔ مسلمانوں کو کمینے کہتا۔ ازواج مطہرات پر ناپاک الزام لگاتا تھا۔ لیکن جب وہ فوت ہوا تو رحمت عالم نے کفن کے لئے اپنا کرتہ عطا فرمایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری کتاب التفسیر)

یہود کی طرح سے دوسرے غیر مذاہب سے بھی آپؐ مذہبی رواداری سے پیش آتے تھے۔ نجران سے نصاریٰ کا ایک وفد خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور ان کے طریق کے مطابق ان کو مسجد میں عبادت کی اجازت عطا فرمائی۔ (زاد المعاد)

جانی دشمنوں سے حسن سلوک

جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو معاف کر دینا آنحضورؐ کے خلق عظیم کا حصہ تھا۔ اس کی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا" (بخاری کتاب الادب)

ہجرت کے دن سو اونٹ انعام کے لالچ میں آپؐ کا تعاقب کرنے والوں میں سراقہ بن جعشم بھی تھا لیکن خدائی تصرف سے جب وہ ناکام ہوا تو آپؐ نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ سند امان لکھ کر دی۔ (بخاری باب الہجرت)

3ء ہجری میں عمیر بن وھب مکہ سے مدینہ پہنچا۔ آنحضورؐ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ صحابہ سزا دینا چاہتے تھے مگر آپؐ نے اس کو بھی معاف فرما دیا جس پر وہ مسلمان ہو گیا۔ غزوہ نجد میں ایک درخت کے نیچے آرام کے دوران حملہ آور ہونے والے شخص کو بھی فوراً معاف فرما دیا۔ (بخاری کتاب الجہاد)

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ستر آدمی جبل تنعیم سے آنحضورؐ کے قتل کے لئے اترے۔ گرفتار ہوئے لیکن آپؐ نے سب کو معاف فرما دیا۔ (جامع ترمذی سورۃ الفتح)

اور خیبر میں آپؐ کو زہر دینے والی عورت بھی معاف کر دی گئی حالانکہ اس زہر کا اثر وفات تک آپؐ محسوس کرتے رہے۔ (بخاری باب وفات النبیؐ)

حتی کہ زخموں سے چور ہو کر بھی زخمی کرنے والے اہل طائف کی ہدایت کی دعائیں فرماتے رہے اور 9ء ہجری میں وہی قبیلہ ثقیف مدینہ آیا تو بذات خود ان کی مہمان نوازی فرمائی اور مسجد نبوی کے صحن میں ان کو ٹھہرایا۔ (ابوداؤد ذکر طائف)

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

غزوات میں دشمن سے حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے مقابلہ پر دفاع کی اجازت عطا فرمائی۔ اس کے بعد دشمن سے جتنے بھی معرکے ہوئے ان میں آپؐ نے دشمن کے ساتھ حسن سلوک کا عظیم مظاہرہ فرمایا۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ وہ دشمن کے تمام افراد بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیتے تھے۔ دشمن کے مقتولوں کے ہاتھ، پاؤں، ناک کان وغیرہ کاٹ کر آتش انتقام کو سرد کرتے تھے اور اس کو مثلہ کہتے تھے۔ اسی طرح ان کی فصلوں اور آبادیوں کو تباہ کر دیتے۔ اس کے برعکس آنحضورؐ جب کوئی فوجی دستہ بھیجتے تو نصیحت فرماتے:

"اے مسلمانو! اللہ کا نام لے کر نکلو اور دین کی حفاظت کی نیت سے جہاد کرو۔ مال غنیمت میں بد دیانتی نہ کرنا اور کسی قوم کو دھوکا ہرگز نہ دینا، نہ دشمن کے مقتولوں کا مثلہ کرنا، بچوں، عورتوں اور مذہبی عبادت گاہوں کے لوگوں کو قتل نہ کرنا، ملک

میں اصلاح کرنا اور لوگوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔ (مسلم کتاب المغازی)

جنگ کے یہ آداب آنحضورؐ نے سکھائے اور عمل کر کے دکھایا۔ آپؐ کا یہ اصول تھا کہ دشمن سے جو معاہدہ کر لیتے اس کی حفاظت کا خیال رکھتے تھے۔ فرمایا "جو مسلمان کسی معاہد کافر کو قتل کرے گا اس تک جنت کی ہوا بھی نہیں پہنچے گی" (بخاری کتاب الجہاد)

نیز فرمایا کہ معاہد کافر کو غلطی سے قتل کرنے کی دیت ہوگی۔ جو کفار جنگوں میں مارے جاتے، آنحضورؐ عموماً احترام انسانیت کی وجہ سے ان کی تدفین کا انتظام فرماتے۔ غزوہ بدر کے موقعہ پر دشمن کو صحابہ نے پانی سے روکنا چاہا۔ رحمت مجسمؐ نے فوراً حکم دیا "نہ روکو پانی لینے دو" (بخاری کتاب الجہاد)

قیدیوں سے حسن سلوک

عربوں میں عموماً جنگی قیدیوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حسن سلوک کا بے مثال مظاہرہ فرمایا۔ حالانکہ یہ حملہ آور جو قیدی ہوتے تھے ان کے مسلمانوں پر انتہائی مظالم اس بات کا تقاضا کرتے تھے کہ ان کے ساتھ سختی کی جاتی اور یہ ناانصافی نہ ہوتی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں سے اپنے عزیزوں اور مہمانوں سے بڑھ کر حسن سلوک فرمایا۔ صحابہؓ بھی آپؐ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ ایک قیدی ابو عزیز بن عمیر کا بیان ہے۔

"مجھے جن انصار نے اپنی قید میں رکھا وہ مجھے روٹی دیتے تھے اور خود کھجوروں سے گزارہ کرتے تھے۔ مجھے شرم آتی اور میں روٹی واپس کر دیتا۔ وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے اور مجھ ہی کو واپس دے دیتے۔ اور یہ اس بناء پر تھا کہ آنحضورؐ نے تاکید کر رکھی تھی کہ قیدیوں سے اچھا سلوک کیا جائے"۔ (تاریخ ابن ھشام حالات غزوہ بدر)

سر ولیم میور نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ اسی حسن سلوک سے متاثر ہو کر اکثر قیدی مسلمان ہو گئے تھے۔

بدر کے قیدیوں میں سے مالدار کو مناسب فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔ ناداروں کو بلا معاوضہ رہا کیا گیا۔ غریب اور پڑھنا لکھنا جاننے والے قیدیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو رہا کر دیئے جائیں گے۔

جنگ حنین کے اسیروں کی تعداد چھ ہزار تھی جن کو حضورؐ نے بغیر فدیہ وغیرہ کے رہا فرمایا اور ابن سعد کے مطابق یہ بھی ذکر ہے کہ ان کے پہننے کے لئے چھ ہزار مصری جوڑے بھی ان کو عطا فرمائے۔ (بحوالہ سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی جلد اول)

یہ سارے واقعات اور اسی طرح کے بے شمار واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضورؐ نے قیدیوں کی بھلائی کے لئے ایک بہت ہی عظیم الشان بنیاد اپنے قول اور عمل سے قائم کر دی۔

فتح مکہ کے موقعہ پر دشمن سے حسن سلوک

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کو ہر حالت میں معاف فرمایا۔ چند انفرادی دشمنی کے واقعات کا تذکرہ نہایت اختصار کے ساتھ اس سے پہلے بیان ہوچکا ہے۔ اس مضمون پر روشنی ڈالنے کے لئے فتح مکہ کے موقع کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔

آنحضورؐ نے نہایت پر امن طریق سے مکہ کو فتح کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دشمن پر پوری طرح تسلط عطا فرمایا دیا تھا۔ آپؐ کی جان کے دشمن آپؐ کے فیصلہ کے منتظر تھے۔ یہ لوگ آنحضورؐ کے رحم و کرم پر تھے اور ان کی نظروں میں وہ سارے مظالم گھوم رہے تھے جو انہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں پر روا رکھے تھے۔

حضرت بلالؓ کو گرم ریت پر لٹا کر کوڑوں سے پیٹنا، حضرت عمارؓ اور ان کے خاندان پر سنگین مظالم حتی کہ عمارؓ کی والدہ کا دردناک قتل، حضرت خباب بن ارتؓ کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹانا، آنحضورؐ کے قتل کے ناپاک منصوبے تیار کرنا۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے سارے مظالم اہل مکہ کو یاد تھے۔

عرب قوم وہ تھی جن میں انتقام کا جذبہ دوسری اقوام سے بڑھ کر تھا بلکہ اس کو خاندانی فرض قرار دیا جاتا تھا اور مغلوب دشمن کی کھوپڑیوں سے مینار تعمیر کرنا باعث فخر خیال کیا جاتا تھا۔

آنحضورؐ نے مجمع پر نظر ڈالی۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جو اسلام کو مٹانے کی ناپاک کوششیں کرتے رہے۔ وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسولؐ خدا پر گالیوں کا مینہ برسایا کرتی تھیں۔ وہ بھی تھے جنہوں نے آپؐ کو مدینہ ہجرت پر مجبور کیا۔ اور وہ بھی تھے جن کے حملوں کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آکر ٹکراتا تھا۔ لیکن رحمۃ اللعالمینؐ نے ان سب کے لئے ایک ہی اعلان فرمایا "لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ" جاؤ تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ تم سب آزاد ہو۔

اس موقعہ پر آپؐ کے عفو اور درگزر سے حصہ پانے والی ھندہ بھی تھی جس نے آپؐ کے پیارے چچا حمزہؓ کو قتل کروایا تھا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی۔ ابوسفیان بھی تھا جس کا ہر جرم اس کے قتل کا دعویدار تھا۔ اسلام دشمنی، مدینہ پر بار بار حملے، قبائل کو اشتعال دلانا، آنحضورؐ کے قتل کے منصوبے بنانا ان میں سے ہر چیز اس کے خون کی قیمت ہوسکتی تھی لیکن ان سب سے بہت بالا ایک اور چیز تھی جس نے اس کی جاں بخشی کر دی وہ عفو نبیؐ تھا۔

اپنے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کو بھی معاف فرمادیا۔ (بخاری باب قتل حمزہ)

عکرمہ جو شدید معاند اسلام ابوجہل کا بیٹا اور اسلام دشمنی میں باپ کے نقش قدم پر چلتا تھا جب آپؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا ہم نے تمہیں

معاف کیا اور تم جو مانگو بشرطیکہ میں تمہیں دے سکوں وہ میں تمہیں دوں گا۔ اس نے عرض کیا میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ آپؐ نے مغفرت کی دعا کی اور اپنی چادر اتار کر اس کو اوڑھا دی۔ (مشکوٰۃ کتاب الادب)

میں تمہیں کر کے تہہ دل سے معاف
تم سے بدلہ لوں گا اس تحقیر کا

کتاب برائے مطالعہ خدام ماہ جنوری 92ء لیکچر لاہور از حضرت مسیح موعود... (مہتمم تعلیم)

(بقیہ از صفحہ 12)

ہے۔ یہ بیماری خون میں کولسٹرول میں اضافے سے ہوتی ہے جو ان نالیوں کے راستے یا تو تنگ کر دیتی ہے یا بالکل بند کر دیتی ہے۔

"مچھلی کا تیل خون کی رگوں کی دیواروں کو گڑھوں اور رکاوٹوں سے بچاتا ہے کیوں کہ انہی مقامات پر کولسٹرول جمتا ہے اور دوران خون کی راہ روکنے لگتا ہے"۔ ڈاکٹر لیف کہتے ہیں "خون کی نالیوں میں اگر یہ تبدیلی نہ ہو تو کولسٹرول جم ہی نہیں پاتا جس کی وجہ سے خون کی آمدورفت درست اور متوازن رہتی ہے"۔

ھُوالشافی "یہ کہنا کہ چونکہ اللہ شافی ہے اس لیئے کسی دوا کے استعمال کی ضرورت نہیں (دینی) تعلیم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔...... دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے۔— (فرمودہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الثالث۔ الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۷۲ء)

پچکے گال سوکھا جسم
جسم کو موٹا، توانا، صحت مند اور پُرگوشت بنائیں۔
قیمت مکمل کورس -/۱۶۰

عینک سے نجات حاصل کریں
اس کے استعمال سے نظر کی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔
قیمت مکمل کورس -/۲۰۰

قد بڑھائیں
۲۰ سال تک قد میں اضافہ ممکن ہے۔ یہ کورس جسم کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کر کے قد میں یقینی اضافہ کرتا ہے۔ قیمت مکمل کورس ۳ ماہ -/۲۰۰

ہیلتھی کورس
مردوں کے لیئے کورس۔ کمزوری دور کر کے بھرپور طاقت لاتا ہے۔ تولیدی جراثیم کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ مایوس حضرات ضرور رابطہ کریں۔ قیمت مکمل کورس -/۳۰۰

کروماٹک کیپسول (اولادِ نرینہ کیلئے)
CHROMOSOME تھیوری کے مطابق تیار کردہ جدید ترین کیپسول۔ ان کے استعمال سے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوتا ہے معلوماتی لٹریچر فری۔

النساء کورس
خواتین کی جملہ امراض کے لیئے۔ حیض کی کمی وبیشی، لیکوریا، چہرہ کے غیر ضروری بال، بانجھ پن اٹھرا وغیرہ کا شافی علاج۔ قیمت فی کورس -/۲۰۰

ہیئر کیئر کورس
بالوں کا گرنا۔ قبل از وقت سفید ہونا۔ سکری وغیرہ۔ بالوں کو لانبا گھنا کرتا ہے۔
قیمت مکمل کورس -/۱۰۰

دوائی منگوانے کا طریقہ
صرف خط لکھ دیں ادویات بذریعہ V.P آپ کے پتے پر بھیج دیں گے۔ بیرونِ ملک ادویات کی ترسیل کا خصوصی انتظام —

یہ کورس غیر ملکی ہومیوپیتھک ادویات سے تیار کیئے جاتے ہیں۔ اس اشتہار کے تحت ادویات منگوانے کا ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

پتہ

ڈاکٹر مبارک احمد D.H.M.S ہومیو سنٹر

رجسٹرڈ ہومیو میڈیکل پریکٹیشنر حافظ آباد پوسٹ کوڈ نمبر ۵۲۱۱۰ پاکستان

طنز و مزاح

چاند ستارے انشاء کے

واہ واہ! کیا سہانا منظر ہے! ستارے یہاں سے وہاں چھٹکے ہوئے ہیں۔ ان کی کثرت سے گمان ہوتا ہے جیسے میٹرک کا رزلٹ شائع ہوا ہو۔ ادھر ایک ہلال بھی جگمگا رہا ہے۔ آسمان کی رونق بڑھا رہا ہے۔

ستارے چمکتے دمکتے بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی ٹوٹ کر گر بھی جاتے ہیں۔ جب یہ مٹی میں مل جائیں تو کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ وہی ستارے ہیں جو دوسروں کی تقدیر کی خبر دیا کرتے تھے بلکہ یہ لوگوں کی قسمت بنایا بگاڑا کرتے ہیں۔ کبھی کبھی خود دوسروں سے اپنی قسمت کا حال بجھواتے اور جنتریاں کھلواتے نظر آتے ہیں۔ ہلال کا بھی ایسا ہی احوال ہے۔ جب تک آسمان پر ہے، بس ہے۔ آنکھ اوجھل، پہاڑ اوجھل، ستارے اور ہلال اچھے ہیں لیکن عزت کی غریبانہ زندگی ان سے بہتر ہے۔

ہلال یعنی نئے چاند کو پرانے لوگ دور ہی سے دیکھا کرتے تھے اور سلام کیا کرتے تھے وہ بھی عید پر، بقر عید پر۔ اس زمانے میں یہ چپ چاپ آپ ہی آپ نکل آتا تھا۔ پھر ایسا دور آیا کہ لوگوں نے کھدیڑ کر نکالنا شروع کر دیا بلکہ آپس میں لڑتے تھے کہ کون نکالے گا۔ چاند کے لئے یہ بڑی مشکل ہوتی تھی کہ سرکار کا کہا مانے یا لوگوں کا۔ بے شک اتنی بڑی قوم کے لئے ایک دن کی عید کافی نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو تین دن کی تو ہو، لیکن اس میں سر پھٹول بہت تھی۔ اب یہ سلسلہ بند ہے اور یہ بات ہمیں پسند ہے۔

عید کا پیغام لانے کے علاوہ چاند کا کوئی خاص مصرف نہ تھا۔ بس شاعر اور چکور وغیرہ اس سے بات کر لیتے تھے یا پھر ان بستیوں میں جہاں بجلی نہیں یہ لالٹین کا کام دیتا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا ولایت والوں کو اس کے پیلے رنگ سے خیال ہوا کہ یہ سونے کا بنا ہوا ہے۔ آخر اڑ کر جا پہنچے اور کالی کالی مٹی کی بوریاں بھر کر لائے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ ایسی مٹی، بلکہ اس سے اچھی مٹی تو یہاں بھی ڈھیروں ہے، بہت پچھتائے۔ (انشاء)

موسم سرما کے پھل

مالٹا۔ سنگترہ۔ کینو
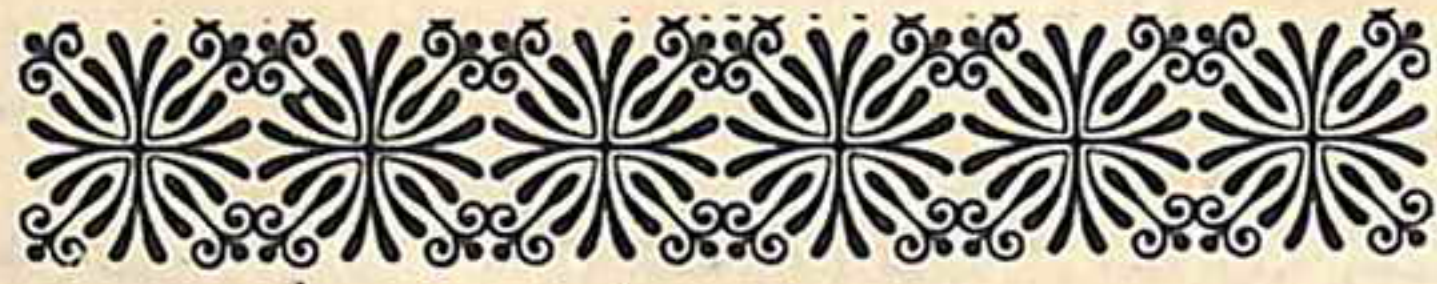
(تحریر مکرم رفیق احمد صاحب ناصر)

یہ ایک ایسا پھل ہے جس کی آج کل ہر جگہ ہر بازار اور ہر ریڑھی سے آوازیں آتی ہیں۔ کہیں یہ درجنوں کے حساب سے اور کہیں تول کر۔ کوئی تو اسے کاٹ کر کھاتا ہے اور کوئی چھیل کر۔ بعض تو اس کا جوس نکال کر پیتے ہیں اور بعض اسکوائش بنا کر عرصہ دراز تک اس سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے خاندان میں مالٹا، مسمّی، میٹھا لیموں، کھٹی، چکوترا، میٹھا، سنگترا، کنو اور فروٹر شامل ہیں۔

احادیث نبویہؐ میں اترج نامی ایک پھل کی تعریف کا ذکر ملتا ہے۔ لغت میں اس کو لیموں کی مانند کوئی چیز قرار دیا گیا ہے۔ بعض نے اسے لیموں اور بعض نے اسے میٹھا لیموں قرار دیا ہے۔ اترج کے یہ معانی اس لئے قابل قبول نہیں ہیں کیونکہ لیموں اور میٹھے لیموں کی قاشیں نہیں ہوتیں جب کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ آپؐ کسی کو اترج کی قاشیں چھیل کر کھلا رہے ہیں۔ ان اشارات کو مد نظر رکھیں تو اترج سے مراد غالباً کنو سنگترہ وغیرہ کی قسم کا کوئی پھل ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومن جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال اترج کی طرح ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور ذائقہ بھی لطیف اور لذیذ ہوتا ہے۔ (بخاری)

حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں

علیکم بالاترج فانہ یشد الفواد (مسند فردوس الدیلمی)

تمہارے لئے اترج میں بے شمار فوائد ہیں کیونکہ یہ دل کے دورے کی شدت کو کم کرتا ہے اور دل کو مضبوط بناتا ہے۔

حضرت مسروقؒ بیان کرتے ہیں۔

میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس ایک نابینا بیٹھے تھے۔ یہ ان کو اترج کاٹ کر صاف کر کے پھر شہد میں ڈبو کر دے رہی تھیں۔

اترج کے فوائد

پاکستان میں زیادہ تر پنجاب کے اضلاع سرگودھا اور ساہیوال میں اس پر بہت سے تجربات ہوئے ہیں اور پاکستان کا سنگترہ غذائیت اور خوش

ذائقہ ہونے کے لحاظ سے پوری دنیا میں اول نمبر پر ہے۔

ہندوستان میں. ناگپور کا سنگترہ اپنے رس کے لئے مشہور ہے۔

سنگترے کی ایک قسم لبنان اور شام سے درآمدہ سعودی عرب میں دیکھی گئی اسے سکریہ کہتے ہیں۔

امریکہ میں سنگترہ اس حد تک پسند کیا جاتا ہے کہ صبح ناشتہ سے پہلے ہر شخص اس کے جوس کا ایک گلاس پیتا ہے۔

بھارتی راہنما مہاتما گاندھی اکثر بھرت رکھا کرتے تھے۔ جب وہ اجتماعی بھوک ہڑتال کرتے تو اس دوران میٹھے سنگترے کا رس اور بکری کا دودھ پیا کرتے تھے۔

اترج چار اشیاء سے مرکب ہے۔ چھلکا، گودا، جوس، بیج۔ ان چاروں کے اپنی ذات میں غیر معمولی فوائد ہیں اور ان میں سے کوئی بھی بیکار چیز نہیں ہے۔

چھلکا: اگر اترج کا چھلکا کپڑوں میں رکھا جائے تو اس کو ٹڈی نہیں کاٹتی۔ اس کی خوشبو فضا کو صاف کرتی ہے۔ اگر تھوڑی دیر یہ چھلکا منہ میں رکھا جائے تو پیٹ کی گندی ہوا نکال دیتا ہے۔ بو علی سینا کا مشاہدہ ہے کہ سانپ کاٹے کے علاج میں اترج کے چھلکے کا رس نکال کر پلانا اسے زخم پر لگانا مفید ہے۔

گودا و عرق: معدہ کی حدت کو بڑی لطافت کے ساتھ معتدل کر دیتے ہیں۔ علامہ غافقی کے نزدیک بواسیر سے نجات دلاتے ہیں۔

بیج: ابن ماسویہ کہتا ہے کہ سنگترے کا بیج ہر قسم کے زہروں کا تریاق ہے۔ بیج کا چھلکا اتار کر اور اسے پیس کر ایک گرام سفوف کو پانی کے ساتھ پھانک لینا اکثر زہریلے کیڑوں کے کاٹے کا اثر زائل کر دیتا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ سنگترے کے چھلکے کو پیس کر اس کی شہد کے ساتھ اگر معجون بنالی جائے۔ تو یہ قولنج کو دور کرتی ہے۔

سنگترہ اگر کھٹا ہو تو اس سے ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ بھوک کم ہو جاتی ہے۔ معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ کھٹے سنگترے کے بارے میں جو بعض ناخوشگوار تجربات ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک کا باعث اس میں سٹرک ایسڈ کی زیادتی ہے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ عرق نکال کر اس میں نمک اور چینی ملا کر ذائقہ درست کر لیا جائے ورنہ شہد ملانا سب سے عمدہ اور مفید ترکیب ہے کیونکہ اس کے اپنے فوائد سنگترہ کے ساتھ شامل ہو کر افادیت میں مزید اضافہ کر دیں گے۔

یورپی جہاز ران نئی دنیا امریکہ کی طرف یلغاریں کر رہے تھے۔ وہاں سے لوٹ کا مال لانے والے جہازوں کو راستہ میں لوٹنا اتنا مقبول اور معزز پیشہ تھا کہ ملکہ الزبتھ اول نے برطانوی بحری لیڈروں کو سر کے خطاب دیئے۔ اس زمانہ میں جہاز رانوں میں ایک عجیب بیماری پیدا ہوئی جسے "سکروی" کا نام دیا گیا۔ مریض کے جسم پر سوجن

پڑنے کے بعد متعدد مقامات سے خون بہنے لگتا۔ دانت اپنے آپ گر جاتے اور چند دنوں موت واقع ہو جاتی۔

طویل مشاہدوں کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بیماری غذا میں وٹامن سی کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بچاؤ اور علاج کے لئے سنگترہ اکسیر مانا گیا ہے۔ روزانہ دو سے تین سنگترے کھانے سے مریض چند دنوں میں تندرست ہو جاتا ہے۔ جب یہ انکشاف ہوا کہ سکروی وٹامن سی کی کمی سے ہوتی ہے اور اس کی معقول مقدار سنگترہ لیموں و مالٹا میں ہوتی ہے تو لوگ سنگترے کی جانب زیادہ متوجہ ہو گئے اور انہیں خاطر خواہ افاقہ ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوشبو کے لحاظ سے عمدہ پھل قرار دیا ہے اور اب اس کی خوشبو کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ اسے عطریات میں شامل کرتے ہیں۔ اس کے چھلکے کا تیل حشرات الارض کو بھگانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس تیل میں ناریل کا تیل یا بدبو کے بغیر مٹی کا تیل کسی کمرے میں اگر چھڑکا جائے تو اس کمرے میں مچھر مکھی اور دوسرے تکلیف دینے والے کیڑے مکوڑے نہیں آتے۔

عنوان سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی "خلافت کی اہمیت عظمت و برکات" آخری تاریخ 16 اگست 92ء
(مہتمم تعلیم)

غزل

روح کا رشتہ بدن سے ہے بہت ہی مختصر
دل کا یہ پیغام ان کو جا کے دینا نامہ بر

اس کی نظروں نے مجھے سمجھا دیا اپنا مقام
مت بنا آئینہ اب میرے لئے آئینہ گر

ڈوبتی سانسوں نے جب بھی آرزوئے موت کی
راہ میں پھر آگئی میرے کسی کی چشم تر

منزلیں اس کے مقدر میں کبھی آتی نہیں
قافلوں کے ساتھ دے پاتی ہے کب گرد سفر

دل جلانے کا ہنر مشکل تو تھا پر یہ ہوا
ہم بھی کہلانے لگے احباب میں اہل ہنر

وہ کبھی پلٹے تو شاید لوٹ آئے پھر یہیں
بس اسی امید پر تکتا ہوں اس کی رہ گزر

ہر طرف ویرانیوں میں لوگ بس بیٹھے ہیں اب
اب جو نکلا شہر سے دیوانہ جائیگا کدھر

یہ نہیں ممکن کہ روزانہ ملے اس کی جزا
یہ تو ممکن ہے کہ ہم گزریں سزا سے عمر بھر

آج وہ آیا ہے پھر سے چھوڑ جانے کے لئے
آج پھر خاموش ہیں ویران ہیں دیوار و در

ٹوٹ جائیگی کسی دم یہ تنفس کی لڑی
زندگی کا بجھ ہی جائیگا چراغ مختصر

ایک آندھی میں اکٹھے ہو گئے ورنہ فرید
میں خزاں کا پیڑ تھا اور وہ درخت بارور

(مکرم فرید احمد صاحب نوید)

تاریخ کا ایک گمشدہ باب

بلوچستان میں خاندان قلات کی مختصر تاریخ

رائے بہادر ہتورام سی آئی اے ریٹائرڈ اکٹراء اسسٹنٹ کمشنر چیف اسسٹنٹ بلوچستان نے 1907ء میں تاریخ بلوچستان تالیف کی وہ لکھتے ہیں۔

"جو لوگ علم تواریخ سے واقف ہیں وہ انکار نہیں کریں گے کہ زمانہ قدیم میں یہ ملک بلوچستان بلکہ افغانستان زیر قبضہ ہندو راجوں کے تھا...... سیوا نامی ایک مشہور راجہ اس کا ملک کا ہوا ہے شہر سیون (سبی۔ ناقل) بھی اس نے آباد کیا تھا اس واسطے اس کے نام پر سیوی مشہور ہوئی جو اب تک وہی پرانا نام مشہور چلا آتا ہے اور اس ملک کا نام بلوچستان اس وقت سے مشہور ہوا جب بلوچ لوگ آ کر اس ملک میں آباد ہوئے اس سے پہلی پرانی کتابوں میں سیوستان مشہور تھا قلات میں اب تک ایک فرقہ موجود ہے جو سیوا زئی کہلاتا ہے اسی سیوا کے خاندان سے ہیں پہلے یہ لوگ ہندو تھے مگر اب مسلمان ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قلات کو سیوا زئی ہندو لوگوں کے ہاتھ سے اقوام مغل نے لے لیا بے شک کتب سے بھی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے مغل لوگوں کا بڑا زور تھا۔ نادر شاہی تک مغل لوگ طاقت میں تھے بعد اس کے ان کا زور جاتا رہا اور افغانوں کا زور زیادہ ہو گیا۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ میروانی لوگ کون تھے جنھوں نے ملک مغلوں کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میروانی قوم براہوئی کی ایک شاخ ہے اور فی الحال میروانی لوگ مابین جھاؤنگ اور پنجگور کے رہتے ہیں۔ میر عبدالکریم میروانی ان کا سردار ہے.........

وجہ تسمیہ لفظ براہوئی غالباً ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے سے منسوب ہو سکتا ہے یا سکونت علاقہ بروہ ضلع حلب سے وہ براہوئی مشہور ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم بھی اس وقت حلب سے نکلی جس وقت بزمانہ شہادت امامینؓ دوسری اقوام بلوچی وہاں سے نکلی تھیں در اصل خالص قوم براہوئی کے سات فرقے مندرجہ ذیل مشہور ہیں۔

قنبرانی، احمد زئی، میروانی، کلندرانی، سماعلانی، گرگناڑی اور ذکر مینگل۔ اگرچہ احمد زئی قنبرانی سے نکلا ہے مگر زمانہ حال میں قنبرانی اور احمد زئی جدا جدا نام سے مشہور ہیں خصوصاً خانان قلات خاندان احمد زئی میں سے ہیں اس واسطہ احمد زئی کو جدا فرقہ دیا گیا ہے رند سے پہلے قوم میروانی براہوئی نے قلات پر قبضہ کیا تھا اس سے رند نے لے لیا اور رندوں سے قوم میروانی نے پھر قبضہ لیا مگر پھر جب قوم میروانی نے قلات کا قبضہ چھوڑ دیا تو اقوام مغل نے قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد قلات کی حکومت احمد زئی خاندان میں آئی...... اس زمانہ میں بادشاہ دہلی اورنگ شاہ

زیب اور قندھار میں شاہ حسین غلجی، سندھ میں کلہوڑہ تھا میر احمد نے کسی قدر ملک بڑھایا...... احمد خان نے قریب تیس سال حکومت کی اس سے احمد زئی قوم مشہور ہوئی اس کا پسر میر محراب خان صرف چند سال حکومت کر کے میاں نور محمد کلہوڑہ کے ہاتھ درہ مولہ میں قتل ہوا جس کے عوض بادشاہ دہلی نے علاقہ کراچی اور کور کا وارثان محراب خان کو میاں کلہوڑہ سے عوض خون بہا دلوایا تھا نصیر خان کلان کے وقت تک یہ علاقہ بہ قبضہ خان قلات رہا اس وقت کراچی صرف ایک چھوٹی بستی تھی بہ نسبت کراچی کے اس وقت قصبہ سون میانی زیادہ مشہور تھا.........

میر محراب خان کے بعد اس کا چچیرا بھائی سمندر خان، خان قلات ہوا اس نے اٹھارہ سال حکومت کی.........
بعد میں سمندر خان احمد خان کا بڑا بیٹا محراب خان کا "خان" ہوا مگر عبداللہ خان دوسرے بھائی احمد خان نے اس کے ساتھ لڑائی برپا کی اور احمد خان صرف چار سال حکومت کر کے ازدست عبداللہ خان ہلاک ہوا عبداللہ نے قریب بیس سال حکومت کی۔........ اس کے بعد پہلے بڑا بیٹا محبت خان خان قلات ہوا مگر امتیاز خان دو سال کے بعد عرصہ میں اس کو بے دخل کر کے خود "خان" بن گیا۔

نادر شاہ بادشاہ قندھار نے بموجب عرض سرداران براہوئی امتیاز خان اور نصیر خان قندھار میں قید رکھ کر محبت خان کو پھر خان قلات مقرر کیا۔.........

امتیاز خان بحالت قید میر نصیر خان کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا جب نادر شاہ فوت ہوا۔ احمد شاہ بادشاہ قندھار ہوا۔ باشادہ نے میر محبت خان اور میر نصیر خان کو قندھار طلب کر کے نظر بند کر دیا اور میر نصیر خان کو خان قلات مقرر کیا اس (میر نصیر) خان نے خانی قلات کو ایک چھوٹی سلطنت بنا دیا۔.......

میر نصیر خان کا زمانہ بلوچستان کے واسطے کمال ترقی کا تھا اس کے بعد زوال ہوتا گیا ترقی نہیں ہوئی 1208ھ (1794ء) خان موصوف بقضائے الٰہی جان بحق تسلیم ہوئے اس وقت تین پسران میر نصیر خان کے تھے میر محمود خان، میر مصطفیٰ خان، میر رحیم خان بڑا بیٹا میر محمود خان بعمر ہفت سالہ تھا۔ اہلیان دربار نے میر محمود خان کو خان مقرر کیا۔ میر محمود خان بنفسہ خوب انسان تھا چنانچہ سخاوت اور شجاعت میں نامور تھا۔ سال 1232ھ (1817ء) میں میر محمود خان تقدیر الٰہی سے فوت ہوئے اس نے چوبیس سال کامل حکمرانی کی اس کا بیٹا محراب خان بجائے پدر خود خان قلات ہوا۔ میر شاہ نواز خان جو محراب خان کا بڑا بھاری رقیب تھا...... بعد مقتول میر محراب خان و قبضہ میری قلات میر شاہ نواز خان والئی قلات اور لبدین صاحب بطور پولیٹیکل افسر ہمراہ ان کے قلات میں رہے۔ قریب ایک سال کے شاہ نواز خان خان قلات رہا اتنے میں ملازمان میر محراب خان جو بباعث مقتولی میر محراب خان در بدر ہو گئے تھے سرداران مراوان جیلاوان ان سے واسطے لانے میر نصیر خان و نکالنے میر شاہ نواز خان کوشش کرتے رہے آخر ان کی کوشش کارگر ہو گئی سرکار برطانیہ نے میر نصیر خان کو خان قلات تسلیم کر کے پچاس ہزار روپے سالانہ واجب دینا کیا اور خان صاحب نے سرکار انگریزی بجائے بادشاہان افغانستان اپنا سرپرست اور شہنشاہ تسلیم کیا۔..... سال 1273ھ (1857ء) میں میر نصیر خان...... بیمار ہوا.... اور بتاریخ 9 ماہ شوال 1273ھ خان موصوف جاں بحق تسلیم ہوئے ...... میر نصیر خان نے قریب اٹھارہ سال حکومت کی۔

چونکہ کہ میر نصیر خان صاحب کے کوئی اولاد نہیں تھی وارث تخت دو صاحبان مندرجہ ذیل۔

(میر اعظم خان برادر حقیقی، میر محراب خان جو سن رسیدہ آدمی تھا میر خدا داد خان برادر علاتی میر نصیر خان جو اس وقت عمر میں قریب اٹھارہ سالہ تھے)۔ سمجھے گئے بعض سرداران اور اھلیان دربار کی رائے ایک طرف اور بعض کی دوسری طرف تھی لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ منجاب اللہ میر خدا داد صاحب کا قرعہ تیز تھا تخت خانی قلات اس کی قسمت میں آیا چنانچہ جس وقت میر نصیر خان کو اپنے بزرگوں کے گورستان میں تجہیز و تکفین کیا گیا تو اسی موقع پر اہالیان دربار نے میر خداداد خان کو خلعت خانی کا پہنایا اور شادیانے بجنے لگے اور بی بی گنجان جو سوتیلی ماں میر خدا داد کی تھی اور بباعث اعلیٰ خاندانی اور رشتہ داری ہمراہ سردار مراوان و عقلمند ہونے کے بلوچستان میں خوب نام رکھتی تھی۔ وہ بھی خداداد خان کی طرف ہوگئی اگرچہ میر خدا داد خان کی اپنی والدہ چھوٹے خاندان کی تھی مگر بی بی گنجان نے میر خدا داد کو اپنا بیٹا بنا لیا اور بالکل اس کی طرفدار ہوگئی۔

میر خداداد خان کے حالات زندگی

بحوالہ تارخ بلوچستان مصنفہ رائے بہادر ہتو خان میر خدا داد خان 1255ھ (1839ء) پیدا ہوئے شوال 1283ھ (مئی 1857ء) میں خان آف قلات بنے 36 سال تک خان آف قلات رہے 1309ھ (1892ء) میں سبکدوش ہوئے اور 1310ھ (1893ء) میں کاروبار خانی سے انہوں نے استعفیٰ دے دیا اور لورالائی میں سکونت اختیار کی ان کی سبکدوشی پر ان کا ولی عہد اور بڑا بیٹا میر محمود خان گدی نشین ہوا تقریباً سارا عرصہ حکمرانی غیر مستحکم رہی۔ پے در پے بغاوتوں اور سازشوں کا شکار ہوئے۔

ان کے حکومت سنبھالتے ہی اہالیان دربار اور براہوئی سرداران دو فریق ہوگئے جس کی وجوہات دو متنازعہ امور تھے اول یہ کہ سردار تاج محمد کی ہمشیرہ مراد بی بی میر نصیر خان کی وفات پر بیوہ ہوگئی تھی ماں کی طرف سے سردار مراد خان فرقہ موسیانی سے نزدیک تھا۔ مراد خان چاہتا تھا کہ خدا داد خان مراد بی بی سے نکاح کریں مگر خدا داد خان اور ان کی سوتیلی والدہ بی بی گنجان تاج محمد کی دختر جان بی بی کی طرف مائل تھے۔ دوسرا نزاع بی بی ماہ گنج والدہ میر نصیر خان سے اسلحہ و جواہرات و نقدی وغیرہ لینے کے سلسلہ میں پیدا ہوا اور بالاخر خانہ جنگی شروع ہوگئی جس میں سردار مراد خان موسیانی اور میر خداداد خان کی فوج کے بعض افراد مارے گئے۔ بعد میں بڑی مشکل سے صلح ہوئی۔ میر خداداد خان نے میر نصیر خان مرحوم کی بیوہ بی بی مراد سے نکاح بھی کرلیا۔ لیکن بعض امور کی وجہ سے براہوئی سرداران میر خداداد خان سے باطن میں ناراض رہتے تھے۔ گو رکھ رکھاؤ کے لئے ان کی آمدورفت جاری رہتی تھی۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کچھی کے دورہ کے دوران گنداوہ کے مقام پر میر اعظم خان کا بیٹا شیر خان تلوار سے حملہ آور ہوا اور میر خداداد خان زخمی ہوکر سواری سے گر پڑا۔ دراصل میر نصیر خان کی وفات پر شیر دل خان کو اپنے والد میر اعظم خان کو حکومت نہ ملنے کا ملال تھا اور وہ کسی طرح میر خداداد خان سے حکومت چھین لینا چاہتا تھا جس میں وہ کامیاب ہوگیا اور اس واقعہ کے بعد شیر دل خان نے قلات پر قبضہ کرلیا اور والی قلات بن کر حکومت کرنے لگا۔

میر خداداد خان اگرچہ سخت زخمی ہوئے تھے لیکن

زندہ بچ گئے تھے اور نصیر آباد متصل جیکب آباد میں رہائش پذیر تھے۔ تقریباً ایک سال بعد شیر دل خان کو قتل کردیا گیا اور میر خداداد خان جلدی کچھی میں پہنچ کر پھر خان قلات بن گئے اور قلات پہنچ گئے۔ اس وقت حکومت قلات غالباً کچھی، قلات، خاران، خضدار اور لسبیلہ کے اضلاع پر مشتمل تھی۔ اس عرصہ میں مراد بی بی وفات پا چکی تھی اور انہوں نے تاج محمد کی دختر جان بی بی سے شادی کرلی جہاں شروع سے ان کی والدہ چاہتی تھیں۔ دوبارہ حکومت حاصل کرنے کے باوجود وہ براہوئی سرداروں کی طرف سے ہمیشہ بغاوتوں اور سازشوں کا شکار رہے۔ باغی سردار کئی مرتبہ لسبیلہ پر قابض ہوگئے۔ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ کبھی خان صاحب لسبیلہ پر قبضہ کرلیتے اور کبھی باغی سردار۔ چند سال بعد تقریباً تمام اولس بلوچی میر خداداد خان سے باغی ہوگیا اور ہر طرف جنگ وفساد شروع ہوگیا۔ آخر کار 1875ء میں سر رابرٹ سنڈیمن ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان قلات میں مشن لے گئے اور انہوں نے براہوئی اور میر خداداد خان صاحب کے درمیان تمام تنازعات رفع کروائے اور صلح نامہ پر دستخط کروائے تاکہ تمام بلوچستان میں امن قائم ہو اور درہ بولان کا راستہ تجارت اور آمد ورفت افواج وغیرہ کے لئے کھلا رہے۔ یہ صلح بھی کارگر ثابت نہ ہوئی اور سنڈیمن کی وفات کے بعد حالات مزید بگڑ گئے۔

بعض سرداروں کے قتل کے الزام میں میر خداداد خان صاحب پر کئی مقدمے تھے۔ سر جیمس برون ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان نے خان میر خداداد خان کو مقدمات قتل کے سلسلہ میں کوئٹہ طلب کیا اور انہیں قلات کی حکمرانی سے مستعفی ہونا پڑا۔ ان کی جگہ ان کے بڑے بیٹے اور ولی عہد میر محمود خان گدی نشین ہوئے۔ میر خداداد خان صاحب کی اولاد کے نام یہ ہیں۔ میر محمود خان، شاہنواز خان، میر اعظم خان، بہرام خان، محمد خان، دوران خان، اور میر دوست محمد خان

تاریخ کا گم شدہ باب

جن دنوں میر خداداد خان صاحب معطل ہوئے بانی جماعت احمدیہ کو 30 جون 1903ء کو الہام ہوا

انی تعلقت باھدا بکم. رجل کبیر

یعنی میں نے آپ کا دامن پکڑلیا ہے۔ ایک بڑا آدمی۔

حضور فرماتے ہیں:

"جب یہ الہام ہوا انی تعلقت باھدا بکم۔ رجل کبیر۔ اس کے بعد قلات کے بادشاہ معطل کی طرف سے خط آیا کہ میں آپ کے دامن سے وابستہ ہوگیا۔ اس کے گواہ مفتی محمد صادق، مولوی مبارک علی، سید سرور شاہ، مولوی محمد علی ایم اے، مولوی عبدالکریم صاحب، مولوی حکیم نوردین صاحب، نواب محمد علی خان صاحب، مولوی شیر علی صاحب بی اے وغیرہ اصحاب ہیں جو چالیس کے قریب ہوں گے"۔

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود..... صفحہ 10 بحوالہ تذکرہ صفحہ 475)

یہ قدرتی بات ہے کہ انسان دنیا سے ناامید ہوکر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور خداتعالیٰ پھر اس کی خوب سنتا ہے۔ لگتا ہے کہ میر خداداد خان صاحب نے بھی ایسا ہی کیا

(بقیہ صفحہ 40 پر)

کافرستان

ہندو کش کے دامن میں وادی چترال میں جنوب کی طرف "رمبور" "بریر" "بمبوریت" نہایت خوبصورت یہ تین وادیاں کلاش قبیلہ کا مسکن ہیں جن کی اونچائی سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ سے سات ہزار فٹ تک ہے جہاں کافر قبیلہ کے پانچ ہزار سے سات ہزار تک لوگ رہتے ہیں جو کہ پاکستان کے سب سے قدیم لوگ ہیں۔ جن کے وطن کو کلاش دیش، زبان کو کلاش وار اور لوگوں کو کالاش یا کلاش کہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ سیاہ پوش ہیں یعنی صرف کالے کپڑے پہنتے ہیں اور ان کی زبان میں کلاش کے لفظی معنی کالا لباس پہننے والوں کے ہیں اس لئے یہ اپنے لباس کی وجہ سے کلاش مشہور ہوتے ہیں۔

وادیاں

کافرستان تین مختلف وادیوں پر مشتمل ہے جو کہ نہایت خوبصورت اور دلکشا وادیاں ہیں، جہاں ہرے بھرے جنگلات، صاف و شفاف بہتا پانی، رنگ برنگے جانور، پرندے، مختلف جڑی بوٹیاں، فلک بوس اور برف پوش پہاڑ اور چوٹیاں، صاف اور تازہ ہوا، قدرتی ماحول، سیدھے سادھے مگر قدیم مذہب اور رسم و رواج کے پابند دنیا کے نرالے لوگ جو ہر وقت خوش ہی خوش رہتے ہیں۔ یہ وادیاں ہیں (1) رمبور (2) بریر (3) بمبوریت جو پھل پھول اور رومانوں کی وادیاں ہیں۔ جہاں ملکی اور غیر ملکی بے شمار سیاح آتے ہیں۔ کوئی ان کو دیکھ کر جاتا ہے اور کوئی پورے ساز و سامان کے ساتھ آکر ڈیرہ جمالیتا ہے اور ان پر تحقیق کر لیتا ہے۔

کافرستان تک رسائی

کافرستان جانے کے لئے ایک آسان طریقہ تو یہ ہے کہ پشاور سے بذریعہ ہوائی جہاز چترال جایا جائے یا بذریعہ بس پشاور سے ضلع دیر تک جائیں۔ دیر سے پھر بذریعہ بس یا جیپ چترال جائیں جو دنیا کے مشہور لواری ٹاپ سے گذرتی ہے۔ چترال سے بذریعہ جیپ ایون جو کہ صرف 12 میل ہے جائیں۔ پھر یا تو جیپ کرائے پر لینا ہوگی یا پھر پیدل کافرستان جانا ہوگا۔ ایون سے 15 میل آگے وادی

کافرستان شروع ہو جاتی ہے جو تین مختلف سمتوں میں مختلف تین وادیوں رمبور، بمبوریت اور بریر پر مشتمل ہے۔ پیدل جانے میں کوئی خوف، کوئی ڈر اور کوئی گھبراہٹ پیش نہیں آتی۔ راستے بڑے آسان اور ہموار ہیں۔ دریا کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ تینوں وادیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن سب سے خوبصورت اور لمبی وادی بمبوریت ہے۔ جب کہ بریر کی وادی قدیم مذہبی رسومات کے لئے بڑی خصوصیت رکھتی ہے۔ ٹھہرنے کے لئے ریسٹ ہاؤس اور گنتی کے چند ہوٹل بھی ہیں۔

لوگ

ان لوگوں کی نسل کے بارے میں دنیا کے بڑے بڑے عالموں نے جن میں امریکہ، انگلستان، ناروے، فرانس، جرمنی، ایران، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کے عالم شامل ہیں، بہت کچھ لکھا ہے۔ بڑی تحقیق کی ہے۔ لیکن ان تمام کے باوجود ان لوگوں کی نسل کے بارے میں تاحال کوئی بھی بات یقینی اور حتمی سامنے نہ آسکی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس کوئی بھی تحریری چیز نہیں اور تحریری مواد نہ ہونے کی صورت میں کوئی بھی درست اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے۔

رابرٹ سن جنہوں نے سب سے پہلے ان پر بہت کام کیا ہے اور بہت بڑی ضخیم کتاب لکھی ہے وہ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ لوگ مشرقی افغانستان کے باشندے تھے۔ وہاں سے کافرستان آئے کیونکہ اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے یہاں کے مقامی باشندوں کو یا تو مار ڈالا یا غلام بنایا یا اپنے میں ضم کرلیا۔

بعض ماہرین کا خیال ہے کہ یہ یونانی النسل لوگ ہیں اور سکندر اعظم کی باقیات میں سے ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ یہ یورپ سے یہاں پر آئے ہیں اور ان کے باقیات لندن میں رہ چکے ہیں۔ کچھ ان کو روس کا بتاتے ہیں جب کہ بعض ان کو محض آریائی لوگ سمجھتے ہیں اور انہیں ابتدائی آریاؤں میں شمار کرتے ہیں جنہوں نے نقل مکانی کے وقت راستہ گم ہونے کی صورت میں کوہ ہندو کش کی راہ اختیار کرلی اور یہاں بس گئے۔ کوئی ان کو پروٹو نارڈک "PROTO NORDIC" لوگ سمجھتے ہیں۔ کسی کا خیال ہے کہ یہ لوگ سینکڑوں برس پیشتر شمالی حملہ آوروں کی بار بار یلغار سے تنگ آکر راہ فرار اختیار کر کے کوہ ہندو کش اور قراقرم کے ان تنگ اور دشوار گزار دروں میں پناہ گزین ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل وطن بدخشاں تھا اور دسویں صدی میں ترکمانوں کی یلغار سے تنگ آکر یہ ایسے خطرناک راستوں والے تنگ دروں میں آباد ہوگئے۔ مشہور محقق اور ماہر لسانیات پروفیسر مارگن سٹائن اور پروفیسر سیگر کی تحقیق کے مطابق چترال آنے سے پہلے یہ لوگ افغانستان میں بشگال (نورستان) وادی سے چغان سرائے کے درمیان کے علاقوں میں آباد تھے۔

کلاش روایت

اپنی اصل نسل کے بارے میں ان کی روایتیں زیادہ بھی ہیں اور مختلف بھی مگر یہ دو روایتیں زیادہ مشہور ہیں۔

1۔ یہ قبیلہ اپنا ابتدائی اور آبائی مسکن سیام بتاتا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سیام کہاں ہے؟ کیا اس سے تھائی لینڈ مراد ہے یا شام مراد ہے یا کوئی اور علاقہ۔

2۔ کہ جب خدا تعالیٰ نے زمین بنائی اور انسانوں کو پیدا کیا تو یہ انسان تعداد میں زیادہ ہونے لگے تو خدا نے ان کو مختلف ممالک میں آباد کرنا شروع کر دیا۔ کسی کو انگلستان دیا، کسی کو افغانستان، کسی کو ایران اور کسی کو چین اس طرح کالاش والوں کو سیام کا ملک دے دیا لیکن کالاش والوں کے بزرگ نے سیام لینے سے انکار کر دیا۔ جب انکار کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ مجھے بمبوریت دیا جائے۔ خدا نے کہا کہ وہ تو میں نے اپنے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ کسی کو نہیں دے رہا ہوں۔ اس پر اس بزرگ نے کہا کہ میں بھی بمبوریت کے علاوہ کوئی اور علاقہ نہیں لوں گا اور وہ بزرگ شخص اس طرح ناراض ہو گیا۔ جب خدا نے اس کی ناراضگی دیکھی تو کہا کہ چلو تم ناراض ہوتے ہو اس لئے بمبوریت تمہارا ہو گیا۔ اس بارے میں ان لوگوں میں ایک رسم بھی ہے اور وہ یہ کہ جب زیادہ بارشیں ہونے لگتی ہیں اور زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے تو بمبوریت کے بچے اور عورتیں گھر کا سارا ساز و سامان اٹھا کر وادی سے باہر چلے جاتے ہیں اور یہ گیت گاتے جاتے ہیں کہ "اے خدا اگر یہ تمہارا کالاش گم ہے تو اس کو واپس لے لو اور ہمارا سیام ہمیں واپس دے دو"۔ پھر قبیلہ کے بڑے بوڑھے جا کر ان کو مناتے ہیں اور واپس لاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک افسانوی روایت ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میری رائے

جہاں تک اس بارے میں میرے وسیع مطالعے اور جہاں تک کافرستان کے لوگوں سے بار بار ملاقاتوں کا تعلق ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کافرستان کے لوگ پرانے وقتوں میں بڑے مہذب، شائستہ، باوقار، صاحب ثروت اور صاحب جلال و جمال تھے۔ ان کی منظم حکومت تھی۔ جو کہ درہ خیبر، پشاور، مردان، سوات، گلگت، قراقرم، ہنزہ، اسکردو، دیر، باجوڑ اور چترال پر مشتمل تھی۔ جن جن علاقوں میں اسلام آتا رہا یہ لوگ سکڑتے گئے اور بالآخر موجودہ تنگ اور ناقابل رسائی وادیوں میں مقید ہو گئے۔ سب کے اخیر میں موجودہ چترال کی کھو قوم نے ان کو جنوب کی تین وادیوں میں دھکیل دیا جس کا سب سے بڑا ثبوت خود "چترال" کا موجودہ نام ہے۔ ہوا یوں کہ دسویں صدی کے آخر میں لون قبیلے کے لوگ جو شمالی چترال کے باشندے تھے اور مہتران کہلاتے تھے انہوں نے کلاش کے حاکموں سے درخواست کی کہ انہیں اپنے کھیتوں میں سے تھوڑی سی زمین ان کی گزر اوقات کے لئے دے

دیں۔ یہ آباد کار تھے جو بتدریج کلاش کو ملک کے جنوبی حصے کی طرف دھکیلنے میں کامیاب ہوگئے۔ چترال کا جو پل آج بھی ایک کلاش باشندے کے نام سے منسوب ہے "چھیتورا" اس کالاش سربراہ کی ذہنی پریشانی و پشیمانی کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ سوتے جاگتے "کھیتوں سے کھیتوں سے" پکارتا اور چترال امتداد زمانہ کے ساتھ چترال میں بدل گیا۔ معلوم رہے کہ چترال کا لفظ چھیتور سے نکلا ہے جس کے معنی "کھیت سے" ہیں۔

دوسرا یہ کہ کافر لوگوں کے لوک گیتوں میں ایک گیت "لولی" کے نام سے مشہور ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کالاش سورماؤں کی فوج، شالاک شاہ کی سرکردگی میں چترال پر حملہ آور ہوئی۔ فوج میں گھوڑ سوار بھی تھے اور پیادے بھی تھے۔ اس گیت میں جنوبی چترال میں نرست، ارندو، میر کنی اور دروش سے لے کر شمال میں لنکوہ کی سرحد پر دوراہ نامی درہ تک تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرنے اور پھر وہاں سے بھی آگے بڑھ کر بدخشان میں جرم پر قبضہ کرنے کا ذکر موجود ہے۔

ان کی لوک کہانیوں میں چند بڑے بڑے بادشاہوں اور حاکموں کے نام ملتے ہیں۔ مثلاً شالاک شاہ، اڈا بوک، مشر بیگ، وائی، کھایوڑ، تمبور، اور شیرو۔ ان کا آخری حکمران چودھویں صدی عیسوی تک ایوان بشگال (مشرقی افغانستان) اور تینوں کافر وادیوں پر حکومت کرتا رہا۔

مذہب

کالاش لوگوں کا مذہب بڑا پیچیدہ مذہب ہے۔ بقول وزیر علی شاہ کالاش اپنے اعتقادات کے لحاظ سے لامذہب یا کافر ہیں۔ اس قبیلے کا مذہب بت پرستی، اجداد پرستی اور توہم پرستی کی آمیزش سے بنی ہوئی کوئی چیز ہے۔ بہت سے دیویوں اور دیوتاؤں پر ان کا اعتقاد ہے۔ جن کے یہ بھجن گا کر اور ناچ کر عبادت کرتے ہیں۔ کالاش پریوں اور جن بھوت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ بہشت اور دوزخ پر بھی ان کا ایمان ہے۔ خیرات دینے کو تسکین قلب کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔ کالاش عقیدہ کے مطابق انسان کے اعمال کو تین خصوصیات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(1) پاکیزہ یا اچھے اعمال

(2) ناپاک اور برے اعمال

(3) مقدس اعمال

ان کے مطابق دیوتا اپنی قوتیں استعمال کرتے ہیں۔ وہ دیوتاؤں کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ بقول مرزا محمد غفران صاحب یہ لوگ دوزخ جنت کو مانتے ہیں۔ سب جنت میں جانے کے دعویدار ہیں۔ دوزخ صرف اس دنیا کو کہتے ہیں۔ خدا کے قائل ہیں مگر چھ اور معبود رکھتے ہیں جن کے ذمے مختلف فرائض مثلاً پیدائش، فصل، اولاد اور حفاظت وغیرہ ہیں۔ مہا دیو ان کا سب سے بڑا خدا ہے جسے "امرا" کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ وہ سولہ دوسرے خدا دیوتا او

دیویوں کی شکل میں مانتے ہیں جن میں "ساجی گور"، "بالائن"، "اشی"، "ژاژ"، "ڈیزانہ"، "گذ"، "دیولاگ" وغیرہ شامل ہیں۔

جتنا کن

ایک طرف یہ ایک گھریلو دیوتا کا نام بھی ہے لیکن دوسری طرف یہ ان کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ جہاں ہر قسم کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جہاں رقص بھی کئے جاتے ہیں اور مختلف تقاریب بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ یہ ان کی "سوشل گیدرنگ" کی مخصوص جگہ بھی ہے۔

مالوش

یہ ان کی قربان گاہ ہے۔ یہاں بکریوں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ دیوتا قربانیوں کے موقعوں پر خود یہاں آتے ہیں۔ تقاریب میں شریک ہوجاتے ہیں اور بکری کے خون کو پیتے ہیں۔

دیہار

یہ ان کا مذہبی پیشوا ہے۔ قربانی کے وقت اس پر وجد طاری ہوجاتا ہے۔ ایک پاک دامن لڑکے سے بکری ذبح کرائی جاتی ہے۔ اس کا خون آگ پر ڈالا جاتا ہے۔ دیہار اس موقع پر لوگوں کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کرتا ہے۔

ذریعہ معاش

چونکہ سارا علاقہ پہاڑی ہے لیکن بڑا زرخیز اور جنگلات سے بھرا ہوا ہے۔ زمین بڑی تنگ ہے اور لوگوں کے پاس کاشت کے لئے بڑی کم زمین ہے۔ جس میں وہ جوار، چاول، گیہوں اور جو کاشت کرتے ہیں۔ قدرت نے غلے کی کمی پوری کرنے کے لئے پھل پھول سے اس علاقے کو نوازا ہے۔ یہاں خرمانی، اخروٹ، انگور، بادام، آلوچہ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں جن کو تازہ بھی استعمال کرتے ہیں اور سکھاتے بھی ہیں۔ جسے پھر سردیوں میں استعمال میں لاتے ہیں۔ چونکہ پورا علاقہ شاداب اور سرسبز چراگاہوں سے بھرا ہے اس لئے مال مویشی جن میں زیادہ تر بکریاں ہوتی ہیں پالتے ہیں۔ جن کے دودھ، پنیر اور مکھن سے گزارہ کرتے ہیں۔ گرمیوں میں سبزیوں کا استعمال بہت زیادہ کرتے ہیں لیکن جب سردیوں میں برف باری کی وجہ سے سبزیاں نایاب ہو جاتی ہیں تو پنیر ہی استعمال کرتے ہیں۔ انڈے اور مرغ نایاب ہیں کیونکہ مذہبی طور پر یہ ممنوعہ اشیاء ہیں۔ پنیر کو ان کی خوراک میں خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے کلاش لوگ پنیر کو ذخیرہ کرنے کے لئے گھر کے قریب چشمے کے کنارے پتھریلی زمین گہری کھود کر ایک گڑھا بنالیتے ہیں۔ پھر پنیر کو درخت کی چھال میں جسے "پڑی" کہتے ہیں بند کرکے ٹھنڈے چشمے کی ٹھنڈی زمین میں کھدے ہوئے اسی گڑھے میں دبا دیتے ہیں۔ گڑھے کے اوپر پتھر نشانی کے لئے رکھ دیتے ہیں۔ اس کے

(بقیہ صفحہ 39 پر)

کرکٹ کے دلچسپ واقعات

سپورٹس راؤنڈ اپ

کرکٹ ایک ایسا دلچسپ کھیل ہے کہ اس کے بارے میں سینکڑوں ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور کرکٹ کے حوالے سے دنیا میں جتنے بھی واقعات ظہور میں آئے وہ سب ریکارڈ کی کتابوں کا حصہ ہیں۔ ہم یہاں کرکٹ کے چند دلچسپ واقعات پیش کر رہے ہیں۔

O

کرکٹ میں بہت سے کھلاڑی خود اپنے ہی کارناموں کی نذر ہوگئے۔ انگلینڈ میں کاؤنٹی کرکٹ میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کے لئے ان کی کاؤنٹیز مختلف مواقع پر اعزازی میچ کا انعقاد کرتی ہیں جس کی آمدنی اسی کھلاڑی کو دی جاتی ہے۔ 1907ء البرٹ ایڈون ٹروٹ کا اعزازی سال تھا۔ انہوں نے سمر سیٹ کے خلاف لارڈز کرکٹ گراؤنڈ میں اپنے اعزازی میچ میں عظیم کارنامہ انجام دیا۔ انہوں نے پہلے ایک ہیٹ ٹرک کی اور پھر اسی اننگ کی آخری چار گیندوں پر مسلسل چار کھلاڑی آؤٹ کر کے ایک اور ہیٹ ٹرک کا مظاہر کیا۔ اگرچہ انہوں نے ایک یادگار کارنامہ انجام دیا جو رہتی دنیا تک کرکٹ کے ریکارڈ کی زینت بنا رہے گا لیکن یہ کارنامہ ان کی ذات کے لئے بہت مہنگا ثابت ہوا کیونکہ میچ یکطرفہ رہا اور بہت جلدی ختم ہوگیا اس لئے انہیں زیادہ آمدنی نہیں ہوئی۔ اسی طرح لیسٹر شائر کے کھلاڑی جارج گیئری اپنے اعزازی میچ میں صرف دس پونڈ حاصل کرنے کے ذمہ دار خود ہی تھے۔ 1936ء میں ان کا اعزازی میچ واروک شائر کے خلاف ہنکلے کے مقام پر کھیلا گیا۔ انہوں نے واروک شائر کی پہلی اننگ میں صرف سات رنز دے کر سات وکٹیں لیں اور دوسری اننگز میں صرف 20 رنز کے عوض چھ کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔ شاید اسی موقع کے لئے شاعر نے کہا تھا "لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا"

O

26 اکتوبر 1950ء کو آسٹریلیا کے مایہ ناز بیٹسمین نیل ہاروے کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہ آسٹریلیا کے شہر میلبورن کے ایک ضلعی میچ میں 17 رنز پر بیٹنگ کر رہے تھے۔ ایک تیز رفتار باؤلر

نے انہیں تیز گیند کرائی۔ گیند سیدھی وکٹوں پر لگی جس سے دونوں بیلز ہوا میں اڑ گئیں لیکن تماشائی، امپائر اور کھلاڑی سب اس وقت ششدر رہ گئے جب دونوں بیلز دوبارہ وکٹوں پر اپنی اپنی جگہ جم گئیں۔ نیل ہاروے پویلین کی جانب مڑنے لگے۔ امپائر نے انہیں اشارے سے روکا اور ان سے کہا کہ وہ ناٹ آؤٹ ہیں کیونکہ آؤٹ قرار دیئے جانے کے لئے بیلز کا زمین پر گرنا ضروری ہے۔

O

ایک باؤلر ایسا بھی گزرا ہے جس نے صرف ایک گیند پر تین کھلاڑیوں کو "آؤٹ" کیا۔ اس باؤلر کا نام ڈبلیو۔ ای۔ ڈبلیو کولتر تھا۔ اس کی ایک تیز رفتار گیند ایک بیٹسمین کے انگوٹھے پر لگی جس سے خون بہنے لگا۔ اسے فوراً گراؤنڈ سے باہر بھیج دیا گیا۔ وکٹ کے دوسری طرف کھڑا ہوا بیٹسمین یہ منظر دیکھ کر بیہوش ہوگیا جب کہ نئے بیٹسمین نے خوف کی وجہ سے میدان میں آنے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ 1958ء میں یارک شائر کولٹس اور نارتھینٹس کی سیکنڈ الیون کے درمیان بارنسلے میں کھیلے گئے میچ میں پیش آیا۔ یارک شائر کولٹس کے بیٹسمین ٹیڈ لیسیز نے ڈیپ ایکسٹرا کور کی جانب ایک اونچا اسٹروک کھیلا۔ جم ایڈمنڈس نامی فیلڈر نے وہ گیند پکڑنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ایک دوسرے فیلڈر مک نورمن نے بھی گیند پکڑنے کے لئے دوڑ لگائی۔ دونوں فیلڈر ایک دوسرے سے بری طرح ٹکرا گئے۔ اگرچہ ایڈمنڈس نے وہ گیند پکڑ لی لیکن وہ تصادم کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے۔ دوسری طرف نورمن، ایڈمنڈس کے جوتے سے زخمی ہوگئے۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ اس طرح صرف ایک گیند نے تین کھلاڑی میدان سے باہر بھیج دیئے۔

O

بائیں ہاتھ سے باؤلنگ کے ساتھ ساتھ دائیں ہاتھ سے بیٹنگ کرنے والے تو متعدد کھلاڑی گزرے ہیں لیکن دونوں ہاتھوں کے ذریعے یکساں مہارت سے باؤلنگ کرانا انتہائی مشکل کام ہے۔ صرف چند ہی کھلاڑی اس منفرد خصوصیت کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک کھلاڑی دنیائے کرکٹ کے عظیم بیٹسمین لٹل ماسٹر حنیف محمد بھی تھے۔ جولائی 1954ء میں ناٹن کے مقام پر ایک میچ میں انہوں نے سمر سیٹ کے کھلاڑی لیزلی اینجل کو لنچ کے وقفے سے قبل ایک ایسا ہی حیرت انگیز اوور کرایا۔ انہوں نے ابتدائی چار گیندیں دائیں ہاتھ سے کرائیں اور پھر آخری دو گیندیں بائیں ہاتھ سے پھینکیں۔ انہوں نے اپنی اس کارکردگی کو چائے کے وقفے کے بعد ایک بار پھر دہرایا۔ اسی طرح فروری 1954ء میں پشاور میں کھیلے جانے والے پاک بھارت ٹیسٹ میں بھی حنیف محمد نے دونوں ہاتھوں سے بالنگ کی۔ انہوں نے بھارت کی دوسری اننگ میں اوپنر پی۔ ایل۔ پنجابی کو بولڈ کیا۔ یہ وکٹ

انہوں نے بائیں ہاتھ سے باؤلنگ کر کے حاصل کی۔ اس میچ میں انہوں نے چار اوور کئے، تین میڈن رہے اور صرف ایک رن دے کر ایک وکٹ لی۔ اگرچہ ٹیسٹ کرکٹ میں انہوں نے کئی مرتبہ باؤلنگ کی لیکن وہ صرف ایک وکٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

O

انگلینڈ کے مقام بلیک ہیتھ میں ایک بار رن آؤٹ کا ایک منفرد واقعہ پیش آیا۔ کینٹ کے دو کھلاڑی برائین ویلنٹائن اور جیک ڈیویز ایک رن بنانے کے لئے دوڑے۔ قریبی فیلڈر کے حیرت انگیز طور پر گیند پکڑلی۔ کھلاڑیوں کو یقین ہوگیا کہ دونوں میں سے کوئی نہ کوئی رن آؤٹ ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے رن مکمل کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ دونوں پچ کے عین درمیان کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں فیلڈر ایک سمت کی بیلز گرا چکا تھا۔ چونکہ دونوں کھلاڑیوں نے ایک دوسرے کو کراس نہیں کیا تھا اور دونوں ایک ہی لائن میں کھڑے تھے۔ امپائر کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا کہ وہ کس کھلاڑی کو آؤٹ قرار دے۔ دونوں نے دعوی کیا کہ وہ ناٹ آؤٹ ہیں۔ چنانچہ رن آؤٹ کا فیصلہ ٹاس کے ذریعے کیا گیا۔

O

مئی 1889ء میں انگلینڈ کی دو کاؤنٹیوں لیسٹر شائر اور لنکا شائر کے درمیان میچ میں دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ بیٹسمین ٹی۔ ایچ وارین نے اسٹروک کھیلا۔ ضروری نہیں تھا کہ گیند باؤنڈری لائن پار کرتی۔ یکایک ایک کتا اپنے مالک کے ہاتھ سے زنجیر چھڑا کر میدان میں داخل ہوا اور گیند کو منہ میں دبا کر باؤنڈری کے باہر بھاگ گیا۔ امپائر نے کتے کی اس مداخلت پر بیٹسمین کو شبے کا فائدہ دیتے ہوئے کہ شاید گیند باؤنڈری پار کر جاتی چار رن دیئے۔ اسی طرح سیکس کے این۔ آئی۔ تھامسن کو بھی ایک مرتبہ بونس میں چوکا ملا۔ جون 1963ء میں ویسٹ انڈیز کے خلاف بیٹنگ کرتے ہوئے ان کے ایک اسٹروک کو ایک کتے نے فیلڈ کیا اور گیند کو منہ میں دبا کر باؤنڈری لائن پار کر گیا۔

O

ٹیسٹ کرکٹ کی تاریخ میں ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ میچ باؤلر یا بیٹسمین کے بجائے تماشائیوں نے جیتا۔ یہ دلچسپ اتفاق 1968ء میں اوول کے تاریخی گراؤنڈ پر پیش آیا۔ انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان "ایشیز" کے سلسلے کا پانچواں ٹیسٹ کھیلا جا رہا تھا۔ آسٹریلیا کے کھلاڑیوں کو میچ جیتنے کے لئے 352 رنز درکار تھے لیکن اس حدف تک پہنچنے کی کوشش میں ان کے پانچ کھلاڑی جلد آؤٹ ہو گئے۔ میچ کا آخری دن تھا۔ آسٹریلیا کے کھلاڑیوں نے فتح کی کوششیں ترک کر دیں اور امید بھری نظروں سے آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اب صرف

بارش ہی انہیں شکست سے بچا سکتی تھی۔ اچانک موسلا دھار بارش ہوئی اور میدان ایک جھیل کا منظر پیش کرنے لگا۔ بارش رکی تو پانی کو میدان سے نکالنے کی تدابیر کی جانے لگیں لیکن عملے کی تعداد بہت کم تھی۔ انگلینڈ کی فتح کے درمیان آسٹریلیا کی پانچ وکٹوں کے علاوہ اب بارش کا پانی بھی حائل ہو گیا تھا۔ چنانچہ تماشائیوں سے اپیل کی گئی کہ اگر وہ میدان خشک کرنے میں گراؤنڈ کے اہل کاروں کی مدد کریں تو یہ بڑی قومی خدمت ہو گی۔ مائکروفون پر جیسے ہی یہ اعلان ہوا تماشائی میدان میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد اوول باؤلر ڈبی اولیویرا آسٹریلیا کا چھٹا کھلاڑی آؤٹ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کھیل کے اختتام میں تیس منٹ رہ گئے تھے اور انگلینڈ کو چار وکٹیں حاصل کرنا تھیں۔ انگلینڈ کی ٹیم میں انڈروود جیسے باؤلر بھی تھے جو بارش زدہ پچ پر وکٹیں لینے میں ماہر تھے اور ہوا بھی یوں ہی۔ انہوں نے آسٹریلیا کے آخری چار کھلاڑی صرف 27 گیندوں میں پویلین بھیج کر وہ میچ جیت لیا۔

○

اکتوبر 1983ء میں پاکستان کی کرکٹ کی ٹیم تین ٹیسٹ میچوں کی سیریز کھیلنے بھارت گئی۔ پہلے دو ٹیسٹ ہار جیت کے بغیر ختم ہو گئے۔ ان ٹیسٹ میچوں میں بھارت کے مشہور اسٹروک پلیئر سندیپ پاٹل نے کسی خاص کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا اسی لئے انہیں ناگپور کے تیسرے اور آخری ٹیسٹ میں شامل نہیں کیا گیا۔ جالندھر کے دوسرے ٹیسٹ کے فوراً بعد 2 اکتوبر کو جے پور میں دونوں ملکوں کے درمیان دوسرا اور آخری ایک روزہ بین الاقوامی میچ کھیلا گیا۔ اس میچ میں سندیپ پاٹل شامل تھے۔ انہوں نے خلاف توقع ایک شاندار اننگ کھیلی اور 51 رنز بنا کر بھارت کی چار وکٹوں سے کامیابی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ انہیں "مین آف دی میچ" بھی قرار دیا گیا۔ ناگپور ٹیسٹ 5 اکتوبر سے شروع ہونے والا تھا۔ دونوں ملکوں کی ٹیمیں ناگپور کے لئے روانہ ہو گئیں۔ بھارتی عوام اور اخبارات نے اس ٹیسٹ میں سندیپ پاٹل کی شمولیت کا پرزور مطالبہ کیا۔ چنانچہ سلیکٹرز نے انہیں فوراً ناگپور پہنچنے کی ہدایت کی لیکن وہاں ہوائی جہاز 5 اکتوبر کی دوپہر سے پہلے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ انڈین کرکٹ بورڈ کے صدر سالوے نے مہاراشٹر کے گورنر سے ٹیلی فون پر درخواست کی کہ سندیپ پاٹل کو فوراً ناگپور بھیجا جائے چنانچہ مہاراشٹر کے گورنر کے ذاتی طیارہ کے ذریعے سندیپ پاٹل میچ کے آغاز سے قبل ناگپور پہنچ گئے۔ انہیں فوری طور پر بھارتی ٹیم میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن سندیپ پاٹل اس ٹیسٹ میں بھی فیل ہو گئے۔ انہوں نے پہلی اننگ میں 6 اور دوسری اننگ میں 26 رنز بنائے۔

ناظم صاحب تعلیم جون 92ء تک تمام خدام کو نماز باترجمہ سکھانے کا انتظام فرمائیں۔ (مہتمم تعلیم)

(بقیہ از صفحہ 6)

علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی ہے۔ بالکل حضورؐ کی طرح نماز پڑھائی ہے۔ (بخاری کتاب الاذان باب یکبّر وھو ینھض)

اور درحقیقت صحابہ سنت کے اس علم کو اپنے لئے قابل فخر اور اعزاز سمجھتے تھے۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہؓ ان کے علاقے میں نماز پڑھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تم سب سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہت رکھتا ہوں۔ (بخاری کتاب الاذان باب اتمام التکبیر)

حضرت ابو حمید الساعدی قریباً دس صحابہ کے ایک مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضورؐ کی نماز کا ذکر چل پڑا۔ حضرت ابو حمید نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ حضورؐ کی نماز کا علم رکھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے تفصیل سے حضورؐ کی نماز کا طریق بتایا۔ (جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی وصف الصلوٰۃ)

عنوان مقابلہ نویسی سہ ماہی اول "ایثار" آخری تاریخ 15 جنوری (مہتمم تعلیم)

(بقیہ از صفحہ 34)

علاوہ محنت مزدوری اور جنگلات کی کٹائی کا کام کرتے ہیں۔

آب پاشی

چونکہ پانی وافر مقدار میں موجود ہے۔ خوبصورت دریا اور چشمے ہیں اس لئے ان میں سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکال کر آب پاشی کر لیتے ہیں۔

لباس

کالاش عورتیں کالا لباس پہنتی ہیں اور وہ بھی صرف ایک لمبی قمیص ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتی ہے۔ عورت ناف پر ایک پٹی پہنتی ہے۔ یہ پٹی وہ خود بناتی ہے اور اس میں اپنے ہاتھوں سے خوبصورت پھول کشیدہ کئے جاتے ہیں۔ بقول انجینئر خان کالاش "کالاش مذہب میں کسی اور رنگ کے کپڑے پہننے کا دستور نہیں ہے"۔ کالاش عورت جو چغہ پہنتی ہے وہ کالے رنگ کا ہوتا ہے اسے "سنگھاچ" کہتے ہیں۔

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں ...... (دین حق۔ ناقل) سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 96)

(بقیہ از صفحہ ...29)

ہوگا۔ اس لئے ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا کہ وہ حضرت مسیح موعود..... کے دامن سے وابستہ ہوجائیں ادھر حضرت مسیح موعود.... کو الہاماً اس کی خبر دی گئی۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے جانشین اور فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے منیر کمشن میں اس امر کا ذکر کیا تھا جس کے بعد اس وقت کے حاکم قلات نے اس کی صحت سے انکار کیا تھا اور اخبارات میں بھی اس کی تردید شائع کروائی تھی۔ جماعت کی طرف سے 1953ء میں جو محضر نامہ داخل کیا گیا اس میں اس حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے جناب میر خداداد خان صاحب مرحوم سابق والی قلات کا اصل خط معزز عدالت کے ملاحظہ کے لئے پیش کیا گیا تھا۔

احمد زئی خاندان میں جناب میر خداداد خان صاحب 23ویں نمبر پر بطور خان قلات آتے ہیں۔

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

یکم نومبر 91ء سے ماہ نامہ خالد کی
سالانہ قیمت 40 روپے
ماہوار قیمت 4 روپے ہے
(مینیجر)
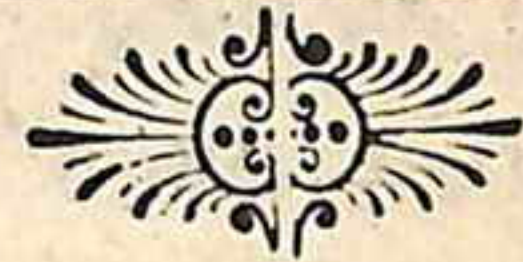
مکرم محمد اشرف صاحب ٹیلر ماسٹر گولبازار ربوہ نے اپنے بیٹے ارشد محمود کے بی کام کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن اور کاشف محمود اور راشد محمود کے ایف اے پاس کرنے کی خوشی میں ادارہ خالد کو یکصد روپیہ بطور اعانت بھجوائے ہیں۔
احباب جماعت سے ان بچوں کی آئندہ کامیابیوں کے لیئے دعا کی درخواست ہے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار
النّاصر
ہومیوپیتھک کلینک
6 اے ۔ دار الفرقان سعود آباد فیصل آباد
طالبِ دعا
ہومیو ڈاکٹر بشیر حسین تنویر ڈی ایچ ایم ایس (پنجاب) آر ایچ ایم پی
دار الحمد فیصل آباد
گورنمنٹ ریٹ پر آٹا دستیاب ہے
نصیر فلور ملز
نزد پوسٹ آفس
کنری سندھ
پروپرائٹر: محمد حنیف بٹ
میرے بڑے بھائی محترم سید محمد احمد صاحب ابن محترم پروفیسر سید محمد یحییٰ صاحب آف ستارہ کالونی فیصل آباد کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۲۰/۹/۹۱ کو کراچی میں انجام پائی۔ محترم سید محمد یحییٰ صاحب کی طرف سے فیصل آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا گیا جس میں مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور مکرم و محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد اور دیگر احباب جماعت اور معززینِ علاقہ شامل ہوئے۔
میں اس پُر مسرت موقع پر اپنے بھائی جان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
سیّد محمد محمود
ناظم خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ دار الحمد فیصل آباد
تمام خدام و اطفال بھائیوں کو سالِ نو
مبارک ہو!
طالبِ دعا
سیّد محمد محمود
ناظم خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ دار الحمد فیصل آباد

ولادت

مؤرخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ء کو مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیٹی اور دو بیٹوں کے بعد دو جڑواں بچے ایک بیٹا ایک بیٹی عطا فرمائے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بیٹے کا نام سید حامد محمود اور بیٹی کا نام ملیحہ تجویز فرمایا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچوں کو سلسلہ کے خادم اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنائے۔ آمین

(مبارک احمد خالد مینجر ماہنامہ خالد و تشحیذ ربوہ)

درخواست دعا

بیگم و محمد الیاس خان صاحب خان نیم پلیٹس کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور اپنے بیٹے عزیز حمزہ خان کی صحت، تندرستی، درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لیئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ مکرم محمد الیاس خان صاحب ہر ماہ "خالد" میں اپنی فرم خان نیم پلیٹس کا اشتہار دے کر اس کی اعانت فرماتے ہیں۔

(مینجر ماہنامہ خالد)

درخواست دعاء

مکرم میاں عبد الماجد صاحب "میاں بھائی آٹو" منٹگمری روڈ لاہور دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ لنڈن میں آپریشن بھی ہوا ہے احباب جماعت سے کامل شفایابی کے لیئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ ایک لمبا عرصہ تک "میاں بھائی" کا اشتہار ماہنامہ "خالد" کی اعانت کا باعث بنتا رہا ہے۔

(مینجر ماہنامہ خالد ربوہ)

خریداران ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان کیلئے

اطلاع

ماہ اکتوبر سنہ ۹۱ء میں ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان کا سالنامہ شائع کیا گیا جسکی تیاری میں تاخیر کی وجہ سے یہ رسالہ قائدین اضلاع کے ذریعہ مجالس میں خریداران تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے اگر کسی خریدار کو نہ ملے تو اپنی مجلس کے قائد صاحب کے ذریعہ اپنے قائد صاحب ضلع سے رابطہ کر کے رسالہ حاصل کرلیں۔

ماہ نومبر اور ماہ دسمبر سنہ ۹۱ء کا رسالہ حسب سابق بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا ہے۔ (مینجر ماہنامہ خالد ربوہ)

Monthly **KHALID** Rabwah
REGD NO L. 5830 JANUARY 1992
Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ